ھو الغفور الرحیم

تذکرۂ مقطعات اردو مسمے بنام تاریخ

قطعۂ منتخب

۱۲۷۶ھ

[illegible] مولوی عبد الغفور خان بہادر متخلص بہ نساخ [illegible]

بحسن تصحیح و زیبا تسطیر و اوان سعادت اقتران

مطبع نامی منشی نولکشور میں بانطباع مزین ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت سرور انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ الاطہار و اصحابہ الکبار سراپا قصور عبد الغفور متخلص بہ **نساخ** خدمت ارباب فن مین گذارشگر ہے کہ ایک دن مجمع احباب مین ہر قسم کے شعر پڑہے جاتے تہے اس مین خیال آیا کہ اگر شعراے متقدمین و متاخرین زبان ریختہ کے مقطعات عمدہ جہان تک دستیاب ہون بقید ردیف جمع کئے جائین اور تخلص اور نام و نشان شاعر بہی بقید حروف تہجی ہر ردیف مین تحریر پائین تو ایک معقول یادگار رہجاے گا کہ کسی نے آجتک ایسا تذکرہ جمع کیا نہین اسپر راقم نے کمر ہمت چست باندہی اور تہوڑے عرصہ مین بہت سے دیوان اور تذکرہ سے چن کر قریب ساڑہے پانسو قطعون کے جمع کیا اور نام تاریخی اسکا **قطعۂ منتخب** رکہا نکتہ چینان زمان و خردہ بینان دوران سے امید ہے کہ اگر کہین غلطی پائین نکتہ چینی سے باز آئین اور خردہ بینی سے ہاتہ اوٹہائین مصرعہ کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

ردیف الف

اثر تخلص سید محمد میر دہلوی حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ کے چہوٹے بہائی شعر انکے نہایت عاشقانہ و دردمندانہ ہوتے ہین دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری

کیا کہے اثر تو ابھی تک دکھے	یون حال اپنا تباہ کرنا
جی ایکی بجا خدا خدا کر	پھر اور بتون کی چاہ کرنا

احسن تخلص مرزا احسن علی دہلوی تلمیذ ضیا و سودا نواب آصف الدولہ بہادر کی سرکار مین صیغہ شاعری مین ملازم تھے خوشنویسی اور نکوئی بیان مین مشہور تھے دیوان انکا نظر راقم سے گذرا

آشنا مطلب ہی کا دیکھا جسے دیکھا ہی یار	اس زمانے مین نہین کوئی کسیکا آشنا
آشنا ہر ایک کو سمجھا نکہ کہتا ہون مین	فہم ہے گر تجھکو ہو میرے سخن کا آشنا

اختر تخلص قاضی محمد صادق خان مرحوم ولد قاضی اکمل محمد مغفور باشندہ ہوگلی شاگرد مرزا قتیل لکھنؤ و اطراف لکھنؤ مین ہمیشہ عہدۂ جلیلہ پر مامور رہے محامد حیدریہ و دیوان فارسی و ریختہ و گنج نیرنج و تذکرہ آفتاب عالمتاب و مثنوی سراپا سوز وغیرہ بہت سے تصنیفات و تالیفات ان کے مشہور ہین زبان فارسی و اردو کو خوب جانتے تھے فن شعبدہ مین کمال تھا کیمیاگر مشہور تھے اور بہت سے فنون مین دخل رکھتے تھے نظم و نثر انکی نہایت مرغوب ہے انکا دیوان و مثنوی و محامد حیدریہ نظر سے گذری ++

کل شیخ نے کہ مجتہد عصر سا تھا	دکھلا کے باغ سبز ثواب و عذاب کا
کہنے لگا ز راہ تکبر مجھے بطنز	معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا
مینے کہا کہ مین بھی ہون یہ خوب جانتا	پر کیا کرون کہ ہے ابھی عالم شباب کا
گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون	لیکن نہ کیجیے مجھے مورد عتاب کا
می ہو اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہوش	اور کوئی بھی مخل نہو باعث حجاب کا
گردن مین ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بے حیا	یہ ریش جسپہ جلوہ ہے رنگ خضاب کا
کھینچ اوسکو اور اپنے ملا کر وہ منہ سے منہ	دے ذائقہ زبان کو دہن کے لعاب کا
منت سے یون کہے کہ ہمارا لہو پیے	گر پی لیجائے جلد یہ پیالہ شراب کا
اوسوقت مین سلام کرون قبلہ آپ کو	گر گنہ بھی خوف نہ کیجیے روز حساب کا
اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام	قائل نہین ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا

آزاد تخلص کپتان الکزنڈر ہیڈرلی بن مسٹر جیمس ہیڈرلی شاگرد نواب زین العابدین خان عارف سرکار انگریزی مین عہدۂ کپتانی پر مامور ہین دیوان انکا نظر سے گذرا ✣

ہمنے جو آنکھہ گاڑ کر دیکھا — حسن اوس رشک ماہ کامل کا
رخ روشن پہ جم گئی پتلی — سبکو ناحق گمان ہے تل کا

اسیر تخلص میر مظفر علی خطاب تدبیر الدولہ ولد میر مدد علی باشندہ قصبۂ امیٹھی مقیم لکھنو شاگرد مصحفی واجد علی شاہ اودہ کے ملازمون مین ہین دیوان انکا نظر سے گذرا ✣ ✣

کیا ذکر ہے اور ساتھیون کا — چھوڑا دل نے بھی ساتھہ اپنا
تنگ آئے ہین بخت ان تمونسے — پتھر کے تلے ہی ہاتھہ اپنا

آشفتہ تخلص حاجی عبد اللہ ولد عبد الحمید باشندۂ سلہٹ شاگرد حضرت مقیم راقم کے احباب مین ہین

وہی عالم اچھا تھا آشفتہ جسمین — وجود و عدم کا نہ رنج و محن تھا
نہ ہستی کا نام و نشان تھا ذرا کچھ — نہ ہم تھے نہ دل نہ غم جان و تن تھا
نہ خوف قیامت نہ تشویش دنیا — نہ مرگ اور نہ سودائی گور و کفن تھا
نہ سر تھا نہ شور جنون کی یہ شورش — نہ دل تھا نہ اوسکا یہ دیوانہ پن تھا
کھلی آنکھہ خواب عدم سے تو دیکھا — اجل سر پہ اور روبرو گورکن تھا

آصف تخلص وزیر الممالک نواب یحیےٰ خان مرزا امانی آصف الدولہ بہادر خلف نواب وزیر شجاع الدولہ بہادر مولد انکا فیض آباد مسکن و مدفن لکھنؤ ۱۲۱۲ ہجری مین انتقال کیا تیر اندازی مین خوب دخل رکھتے تھے انکے محامد و مکارم کا حال اظہر من الشمس ہے حاجت بیان نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

آج بیمار کو پھر دیکھا تھا مینے تیرے — وہی بیتابی تھی جی کی وہی گھبرانا تھا
کوئی ظاہر مین تو آثار نہین جینے کے — مرض عشق مین مین پہلے ہی پہچانا تھا

اظفری تخلص محمد ظہیر الدین مرزا علی بخت عرف مرزا کلان دہلوی کچھہ روز ون مدراس مین رہے وہان سے کلکتہ مین آکر پھر شاہجہان آباد کو چلے گئے

کئی دن ہین کہ یار نے مجھسے ربط بار دگر کیا پیدا
شکر صد آہ نے میرے آخرش کچھ اثر کیا پیدا

افسوس تخلص میر شیر علی خلف میر مظفر خان داروغہ توپ خانہ نواب قاسم خان عالی جاہ باشندۂ نارنول میر حیدر علی حیران اور میر سوز سے کسب سخن کرتے تھے آخر ایام مین اشرف البلاد کلکتہ مین آکر فورٹ ولیم کالج کی منشی گری مین مقرر ہوے تھے حضرت شیخ سعدی کی گلستان کو اردو مین ترجمہ کیا ہے ترجمہ مذکورہ اور دیوان انکا نظر سے گذرا

تو او کہتا ہے جو مجھسے سخن ناحق پر مگر انصاف ہے اس دور سے ای جان اوتہا
غیر کے ملنے کی کہتا نہین ہے آپ قسم مجھسے کہتا ہے تو اس بات پہ قرآن اوٹہا

وله

مینے کہا کل اوس سے کہ افسوس ناتوان مایوس ہوکے کوچے سے تیرے چلا گیا
کہنے لگا کہ جانے سے اوسکے کبھی ہے غم سودائی اسطرحکا جو یہان سے گیا گیا

وله

ترے بیمار کو طبیبون نے + دیکھکر غم سے سر کو دے مارا
اور کہا ایک آہ بھر کر یون کچھ خدا ہی سے اسکا ہو چارا

امانت تخلص سید آغا حسن خلف میر آغا رضوی لکھنوی شاگرد دلگیر مرثیہ گو لکھنویون کے انداز مین شعر اچھا کہتے ہین سنہ ۱۲۷۵ ہجری مین انتقال کیا کلیات انکا نظر سے گذرا

آنکھون مین ہے پھر تا سحر وصل کا عالم اندیشہ رقیبون کا نہ اغیار کا دھڑکا
سونا کسی مہرو کا لپٹکر وہ گلے سے ٹھنڈی وہ ہوا صبح کی وہ نور کا تڑکا

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان خلف حکیم ماشاء اللہ خان مصدر دہلوی نجفی الاصل تھے مولد انکا مرشد آباد مسکن لکھنٔو وزیر الممالک نواب سعادت علی خان بہادر کے مصاحبون مین تھے بہت سی زبانون سے واقف تھے اور بہت سے فنون مین دخل

رکہتے تھے مشکل قافیون مین شعر عاشقانہ خوب کہتے تھے مشہور ہے کہ کچہ روز ون میان مصحفی سے اصلاح لیکے منحرف ہوکر اونکی ہجو لکہی تہی میان منتظر نے اوسکا جواب لکہا ہے کلیات انکا نظر سے گذرا

مستعد اوٹہنے پہ بیٹہے تہے مری گہر مین کہ رات	بوندین پڑنے لگین اور ابر سا اک چہا آیا
تب لگے کروٹ کے ساتہہ کو یہ کہنے بے بے	مجہے رہنا ہی پڑا قہر یہ کیسا آیا
کیا برسنا تہا اسے میری ہی گہر جانی وقت	اسلیے کس گہڑی بادل یہ نگوڑا آیا

ولہ

اتنے ناداں ہو کہ سنا چاہو سو پیارے کہلو	پہر نہین ہووےگا نقصان یہ گالی دینا
آخرش ہو گئے جوان پہر تو کسے بہائیگا	چند روز اور ہی مہمان یہ گالی دینا

ولہ

گر وقت سحر جائیے ہوتا ہے یہ ارشاد	ہے وقت ملاقات سر شام ہمارا
پہر شام کو آئے تو کہا صبح کو یون ہی	رہتا ہے سدا آپ پہ الزام ہمارا

تجلی تخلص میر حسن عرف میر حاجی دہلوی خلف میر محمد حسین کلیم خواہرزادہ میر تقی بڑے ظریف تہے لیلی و مجنون کا قصہ ریختہ مین نظم کیا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

وارفتگان عشق کا سن حال ہمنشین	بیرون شہر جاتا تہا کل مین چلا ہوا
تو نے سے ایک قبر نظر آ گئی مجہے	جانا کہ دل شکستہ ہے کوئی یہان دبا ہوا
اک بیکسی سے اوسپہ برستے تہے دیکہکر	رویا مین دیر ابر نمط وہان کہڑا ہوا
ناگہ سرہانے کی جو طرف جا پڑی نگاہ	لوح مزار پر تہا یہ اوس کے کہدا ہوا
اے دردمند عشق جو ادہر سے نکلے تو	یک تیر ایک دل شدہ ہے یہان گڑا ہوا
دو بول لکہ رکہے ہین نصیحت کے واسطے	دیکہ اوسکو چشم دل سے اگر ہے پڑہا ہوا
زنہار دل کے جانے کو مت سہل جانیو	دل ہائے جسکو کہتے ہین وہ ہے گیا ہوا
دیوانہ پن ہی جانتا اپنا رفیق اور سے	بیگانہ ہے وہ جب کسی سے آشنا ہوا

بیگانگی تو ایک طرف بلکہ بے وفا ‏— دشمن ہی اپنا دوست جہان اور کا ہوا
سمجھا تھا مین بھی دینے کا جب دل کا قصد تھا ‏— پرچیگا یاری دل بھی اگر دلربا ہوا
لیکن جب اختیار مین وہ اور کے گیا ‏— تو رفتہ رفتہ کیا کہون احوال کیا ہوا
چلنے لگے ہر ایک طرف سے خدنگ طعن ‏— سینہ جگر نشانۂ تیر بلا ہوا
یک عمر جنکی دوستی مین صرف کی تھی ہاے ‏— اونمین ہر ایک دشمن جانی مرا ہوا
فصل بہار ہونے لگی پھر خزان کے بیچ + ‏— سرخ اشک زرد رخ پہ جو آیا بہا ہوا
گلرنگ آنسو پہنچے جو دامن تلک بہت ‏— ہر تختہ تختہ ہاے چمن سے سوا ہوا
کوہون سے چشمے اوترے مری چشم کے سبب ‏— دریا قرہ نے مدتون رکھا چڑھا ہوا
ٹپکا کیا ہون راتونکو سر خون سے مرے ‏— دیوار و در ہے دیکھلے ابتک رنگا ہوا
القصہ دم کی دم مین اگرچہ خوشی ہوئی ‏— تو برسون تک غمون ہی مین جی مبتلا ہوا
چھوٹونگا دل کے ہاتہ سے جانا تھا بعد مرگ ‏— لیکن نہ اس عذاب سے اب بھی رہا ہوا
دل کہنا اوسکو بعض نہین اب بغل کے بیچ ‏— انگار آگ کا ہے دہرا دہکتا ہوا
بوسیدہ استخوانونکو بھی لگ اوٹھی ہے آگ ‏— یون شعلہ بیٹھتا نہین اوس سے اوٹھا ہوا
گر تجھکو اعتبار نہین دیکھ اب تلک ‏— حاضر ہے جابجا سے کفن بھی جلا ہوا
شاید عذاب قبر جو کہتے تھے ہے یہی ‏— دنیا مین تھا سو یہان بھی وہ آیا لگا ہوا
پہلو سے میرے اسکو نکال اب وگرنہ مین ‏— آرام پھر کہان نہ جو اوس سے جدا ہوا
سووے ہی گا نہ سونے ہی دیوگا یہ رقیب ‏— تا صبح حشر تڑپونگا یون ہی پڑا ہوا
بالغرض بعد مرگ جو جنت مین بھی گیا ‏— دوزخ تو میرے ساتہ ہے کیا فائدہ ہوا
حاصل کلام یہ ہے تجلی کہ میر جان ‏— پچھتائیگا جو مرتکب اس امر کا ہوا
جی دیجیو پہ دل نہ کہین دیجو زینہار ‏— دکھ وہی ہے دو جہان مین یہ غاطم دیا ہوا

ولہ

کل تجلی کو یار نے پوچھا ‏— اکثر آتا تھا اب نہین آتا
اوٹھ گیا شہر سے کہ روٹھا ہے ‏— ہم تلک کیا سبب نہین آتا

اک خدا ترس نے کہا تجھکو — کچھ ترس ہے غضب نہین آتا
تو ہی غافل ہے اوسکی حال سی یہان — ورنہ اسجا وہ کب نہین آتا

ولہ

مجھے کہتے ہین کیون رے تو وہ ہی جو دور رو کتا تھا — الٰہی اوسکی پاؤن تک یہ سر ہی آرزو پہونچا
ہوا گستاخ اب ایسا کہ خطرہ کچھ نہین کرتا — کبھو چہاتی پکڑ لی ہے کبھو بازو کبھو پہونچا

تراب تخلص شاہ تراب علی مغفور باشندۂ کاکوری متعلق لکھنؤ خلف و سجادہ نشین شاہ کاظم علیہ الرحمۃ صاحب کمال تھے پنجم ماہ جمادی الاول روز یک شنبہ سنہ [illegible]ھ ہجری کو انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گذرا ❊

ہنسکے کل طفل شوخ کہنے لگا — مین جو وان حسب اتفاق گیا
دل سے تیرے ابہی تلک ای پیر — عاشقی کا نہین مذاق گیا

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش خلف حافظ امان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد جعفر علی حسرت اونیس ۱۹ برس کی عمر مین چیچک کے عارضہ سے بصارت انکی زائل ہو گئی تہی نجوم اور موسیقی مین کمال رکھتے تھے ستار خوب بجاتے تھے مرزا سلیمان شکوہ بہادر اور نواب محبت خان کی رفاقت مین تھے مضامین معاملات عاشق و معشوق کے باندہنے مین بے مثل تھے اشعار انکے خوش ادا اور نہایت دلچسپ و عاشقانہ ہوتے ہین سنہ [illegible]ھ ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گذرا

کسی نے میری طرف سے جو یہ لگا دی بات — کہ شکوہ یہ کسی محبوب سے دو چار رہا
تو کیا سنا گے مجھے وہ سبھون سے کہتا تہا — کسیکے قول و قسم کا نہ اعتبار رہا

ولہ

گر رو برو اوسکے کسی غمخوار کو چپکے — کچھ حال سناتا ہون مین با چشم تر اپنا
تو کیا کہون کہتا ہے عجب شکل سے مجکو — کچھ ہونٹون ہی ہونٹون مین وہ منہ پھیر کر اپنا

ولہ

کہون قسمت کی کیا خوبی عجب طالع کی شامت ہے — محبت مین بگڑتا ہے یون ہی کیا کام اپنا

نہ باہم نامہ و پیغام ہے نے جا سکون ہون یہاں
نہ آنا یہاں کسی صورت سے ہو سکتا ہی جانا کا

ولہ

تماشا ہے کہ جو روز نہین دیکھی اقربا خوش تھے
تو ناحق پھر گیا تھا جیسے دل اوس آفت جان کا
ہوا وہ خوش تو اب لوگون نے اوسکی یہ منادی کی
نہ وہان جائی کوئی یہانکا نہ یہان آئی کوئی وہانکا

ولہ

کیا اے عشق کی وحشت نے کیا دیوانہ جرأت کو
عجب احوال دیکھا ہمنے کل اوس خانہ ویران کا
ترے بے تہو موے سرتاپا لباس تن تھا عریانی
بچھایا خاک پر تھا بستر اخار مغیلان کا
کبھی اوٹھ دوڑتا تھا اور کبھی لوٹے تھا کانٹون پر
نہ تھا کچھ ہوش اوس وحشی کو اپنے جسم عریان کا
نکلتا تھا کسی سے بات ہرگز اک مگر مطلع
یہی ورد زبان تھا اوس مریض درد ہجران کا
کچھ ایسا کر گیا بیہوش جانا مجھکو جانان کا
نہ جیکو ہوش ہے دلکا نہ دلکو ہوش ہے جان کا

ولہ

اگرچہ آمد صبح قیامت سے زمانے مین
ہر اک آلودہ خواب عدم یکبار اوٹھ بیٹھا
بشکل خفتگان نقش تا پائی خواب مستی سے
نہ کی جنبش نہ لی کروٹ نہ مین ہشیار اوٹھ بیٹھا

ولہ

اب حقیقت کیا کہون تیرے مریض عشق کی
ماجرا اوسکا مفصل کب سنایا جائے گا
دیکھکر جسکو طبیبون نے کہا منہ پھیر کر
حال اس بیمار کا ہمسے نہ دیکھا جائے گا

ولہ

لوگ کہتے ہین جو وہ بیزار ہے تو بھی نہ بول
تیرے کھنچ رہنے سے کچھ اک وضع پر آجائیگا
لیک سچ تو یہ ہے وہ روٹھے تو روٹھے مجھسے پر
دل مرے تمہین نہین مجھسے نہ روٹھا جائیگا

ولہ

لگتی نہین پلک سے پلک آہ کیا کرین
قسمت مین کیونکہ وصل ہو اوس رشک ماہ کا
یہ بخت سو گئے کہ ترستے ہین اوسکو بھی
وہ دیکھنا جو خواب مین تھا گاہ گاہ کا

وله

یہ وصیت ہے اوڑا دینا نہ از بہر خدا	بل نجہین گر سوز دل سے ہم گلشن اے صبا
کرکے خاکستر کو ٹھنڈا وہان اوڑا لیجائیو	جس زمین پر لوٹتا ہو اوسکا دامن اے صبا

وله

برہین وہ شوخ تہا اور سیر شب ماہ تھی رات	اپنے گھر گیا کہین تھی انجمن آرائی گیا
پر گیا صبح سے وہ گھر تو یہی دہڑکا ہے	دیکھین آج اوسکا عوض لے شب تنہائی کیا

وله

کل سو خرابیون سے جو مین نزار و ناتوان	اوٹھہ اپنے گھر سے کوچہ دلدار تک گیا
سو اوسکی شوخیان کہون کیا کیا کہ بام سے	صورت دکہا دکہا کے وہ پیچھے سرک گیا

وله

کہون کس سے مصیبت اپنی جا کر کیا کرون یارو	یہ کل کی بات ہے اک مدعی اوسکو جتاتا تہا
تجہے جرات کی بہی یا تو نہ ہی کچہ دہیان ہاو ان	کہ تجھکو دیکھکر کیا کیا وہ شکل اپنی بناتا تہا
کبہی حسرت سے تک رہتا تہا منہ کو تیری محفل کے	کبہی اوٹھتا تہا اور یافت کرکے تلملاتا تہا
گے رکھتا تہا دل پر ہاتھ گاہے سر کو زانو پر	کبہی بہرتا تہا آہین اور کبہی آنسو بہاتا تہا
کرے ہے تجھکو رسوا سب یہ باتین اتنی خاطر ہیں	کہ وہ تیری اور اپنی چاہ لوگونکو جتاتا تہا

وله

نہین کرتا وہ بات اب یا یہ باتین تہین گر اوسکو	پس دیوار سے آوازین اپنی سناتا تہا
تو مضطر ہو کے گاہے بام پر جاتا تہا وہ یہ و	کبہی گہبرا کے بیتابی سے دروازہ پر آتا تہا
گئی الفت تو پہر وہ کون اور ہم کون اے جرات	ہمارے اور اوسکے اک محبت ہی کا ناتا تہا

وله

حسرت دل نہ کسی پر مرے	بات یہ دہیان مین ٹک لائیے گا
ورنہ دیکھوین کے دیتا ہون	مرتے مرتے یونہین مر جائیے گا

ولہ

گر دیا دل کسی مہوش کو کسی عاشق نے تو سنا ہینے کہ اون دونون مین یارا نہ ہوا
پر دیا مینے جسے دل مجھے اوس سے ابتک آنکھہ سے آنکھہ ملانے کا بہی یارا نہ ہوا

ولہ

اے فلک جس سے وہ خورشید رو ہوتا میرا ہاے ایسا میری قسمت کا ستارا نہ ہوا
سچ کہا ہے کہ تجلی کو نہین ہے تکرار وصل قسمت مین مرے اوسکا دوبارا نہ ہوا

ولہ

نہ جیتے جی کبہی آئے وہ اور آئے تو یون آئے نہ پوچھو کچہ نہ پوچھو مجھسے عالم اونکے آنے کا
کہ وقت نزع آبالین پہ میرے چیونونین وہ لگے کہنے کہ کچہ دیکھا نتیجہ دل لگانے کا

ولہ

گر اوس سے یہ کہتا ہون ڈر اللہ سے ظالم مر جاونگا گر یونہین ترے ظلم سہون گا
تو وہ بت بیدرد یہ چیتون مین سکہے ہے کیا خوب ترے کہنے سے مین کیون نہ ڈرونگا

ولہ

تصویر مصور جو کوئی کہینچ دے اوسکی تو کچہ نکہونگا نہ کچہ اوس سے مین سنونگا
پر سامنے ہوگی جو مرے یار کی صورت بیٹہا ہوا دن رات بلائین تو مین لونگا

ولہ

کل اوس خونخوار کی محفل مین جونہین دل بیتاب مجھکو کہینچ لایا
تو اوسنے یہ سمجھکر منہ کو پہیرا کہ پہر بدنام کرنے دل لا آیا

ولہ

اگر کہتا ہون روکر مجھسے ملنا تو نے کیون چہوڑا ہوا کہتا پذیرا تجھکو یہ اے فتنہ گر کسکا
تو کیا جہنجلا کے کہتا ہے سمجھتا یہ نہین ہے تو کہ ہو نہین کون اور عاشق ہوا ہون آنکہ کسکا

ولہ

بعد مردن مرے تابوت پہ سب روتے تہے چشم پر آب مگر اک وہ ستمگار نہ تہا

لیک کیا منہ کو چھپاتا تھا جو کہتے تھے یہ لوگ ۲
اسکو ظاہر میں تو مرنے کا کچھ آثار نہ تھا

ولہ

سوزشِ دل کی حقیقت کہیں کیا مت پوچھو
یہ دھوان سینۂ سوزان سے ہمارے نکلا
کہ ہوا پر سے لگے افلاک بہی اوڑنے گویا
چھوڑتا نالۂ جانسوز غبارے نکلا

ولہ

کیا کہوں وصل کی شب لیکے بلائیں اوسکی
کیا اوٹھاتا ہوں میں زانو پہ بٹھانے کا مزا
میں تو پھر آپ میں رہتا نہیں دل سے پوچھو
اسکے پھر بھینچ کے چھاتی سے لگانے کا مزا

ولہ

رک گیا ایسا ہی وہ جو پھر نہ آیا کل جو تک
ہاتھ اوسکے پاؤں پر بہولے سے میرا پڑ گیا
میں تو یہاں کہبات سے اپنے پڑا اینٹھا ہوا تھا
اور سارے شہر میں کچھ اور چرچا پڑ گیا

ولہ

چنچلے کی کیا سیر ہمنے کل جو لیکر آئینہ
دیکھتا تھا عالم اپنے وہ مسی و پان کا
بینے بہلے دیکھہ پر سو ہو کے پھر بے اختیار
آپ بوسہ لے لیا اپنے لب و دندان کا

حسن تخلص خواجہ حسن مرحوم خلف خواجہ ابراہیم نبیرہ خواجہ بہکاری مودودی علیہ الرحمہ جعفر علی حسرت سے کسب سخن کرتے تھے صاحب کمال تھے موسقی میں خوب دخل رکھتے تھے لکھنؤ میں بخشی نام ایک معشوقہ بازاری پر عاشق ہو کر نام اوسکا بطریق التزام مقطع میں لاتے تھے چنانچہ قلندر بخش جرات نے انکی اور بخشی کی عشق و محبت کے حال میں ایک مثنوی کہی ہے آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے لکھنؤ میں نواب وزیر نے انکی بڑی عزت و توقیر کی تھی دیوان انکا نظر سے گذرا +

کونسی شب ہوئی بتلا تو ستمگر جو میں
پس دیوار ترے رو کے پکارا نکیا
پر نپوچھا کبھی احوال کو میرے تو نے
ہائے ظالم مرے فریاد کا چارا نکیا +

حمید تخلص منشی مصطفی حیدر خلف مولوی غلام حیدر مرحوم سررشتہ دار فورٹ ولیم کالج کلکتہ و مدرس فارسی بہرہ مدرسہ کلکتہ وطن انکا پانگام مولد بنارس مسکن کلکتہ

اشعار اپنے راقم کو دکہاتے تہے انکی طبیعت مین نہایت شوخی ہے صاحب دیوان ہین

فرقت مین ترے ہاے یہ نوبت وری ہوچکی — دم ناک مین احباب مرے لاتی ہین کیا کیا
ہردم یہی کہتے ہین کہ کیون پہلے نہ سمجہے — اب کہیے کہ بن آئی مرے جاتی ہین کیا کیا
کمبخت یہ پہلے نہ سمجہ آئی تہی افسوس — دل دیکہے اوسے کیا کہین پچہتاتی ہین کیا کیا

حیران تخلص حافظ بقا اللہ ولد حافظ ابراہیم خط نسخ و نستعلیق خوب لکہتے تہے

بعد مرنے کی یہ خواہش ہے مری اے دوستو — کچہ نہ خواہش مند عزت کا ہون نے توقیر کا
گرد تربت کے اک آئینہ ہو اور طوطی ہو آہ — تاکہ جائے ڈہیر ہے حیران خوش تقریر کا

درد تخلص حضرت خواجہ میر دہلوی علیہ الرحمۃ خلف الرشید حضرت خواجہ محمد ناصر عندلیب قدس سرہما اشعار فارسی و ریختہ انکے نہایت پر درد ہوتے ہین موسیقی مین بہت خوب دخل رکہتے تہے کمالات صوری و معنوی انکے از حد مشہور ہین روز آدینہ بست وچہارم صفر سنہ ۱۱۹۹ ہجری قدسی مین آپ کا وصال ہوا ہے راقم نے انکی مزار مبارک کی زیارت کی ہے نالۂ درد و آہ سرد و سوز دل و شمع محفل و دیوان فارسی و اردو ان کے نظر سے گذرے

کہا مین یون تو مل جاتے ہو آکر بعد مدت کے — اگر جا ہو تو یہ کیا تمکو اکثر ہو نہین سکتا
لگا کہنے سمجہ اسباب کو تک تو کہ جلد اتنا — ترے گہر آنے جانے مین مرا گہر ہو نہین سکتا

ولہ

میرے نالون پہ کوئی دنیا مین — بن کیے آہ کم رہا ہوگا
لیکن اوسکو اثر خدا جانے — نہوا ہوگا یا ہوا ہوگا

دلسوز تخلص خیراتی خان باشندہ قصبہ پٹیل مقیم دہلی شاگرد نصیر دہلوی نواب مظفر یاب خان خلف مسٹر شمرو فرانسیس کی رفاقت مین رہتے تہے میکشی سے نہایت ذوق رکہتے تہے مدام مست رہتے تہے جے پور مین جاکے انتقال کیا

وہ تو کہتے ہین راز دل اپنا — نہ کسی اپنے یار سے کہنا
اور بیان دل کی بیقراری سے — روز دو تین چار سے کہنا

قطعہ منتخب

راسخ تخلص شیخ غلام علی عظیم آبادی شاگرد مرزا ابجو فدوی میر تقی کو بھی اپنے شعر دکھلاتے تھے سنہ ۱۲۳۸ ہجری میں انتقال کیا شعر ان کے اچھے ہوتے ہیں ان کے دیوان و مثنوی راز و نیاز و مثنوی حسن و عشق و مثنوی سبیل نجات نظر سے گذری +

ملاقات آزادگی تھی میسر + ‏ ‏ جنون جن دنون اپنا زنجیر پا تھا
نتھی فکر پوشش کی دیوانگی میں ‏ ‏ اس اندیشہ کو میں نے تہ کر کہا تھا
نہ بالین کی خواہش نہ بستر کی حسرت ‏ ‏ نہ پروا کلہ کی نہ شوق قبا تھا
فقط گرد کی تہ تھی پیراہن تن ‏ ‏ نہ کچھ اور پاس اسکی اپنے سوا تھا
کیا ہاے کیا تونے ای ہوشیاری ‏ ‏ لباس اپنے تن پر وہی خوشنما تھا

سلیس تخلص سید محب علی کانپوری شاگرد مونس مرثیہ گو +

باہیں گلے میں ڈال کے اوس شوخ نے کہا ‏ ‏ ہیں کامیاب وصل جو یکبار ہو گیا
مدت سے خفتہ بختی کا شکوہ تھا آپ کو ‏ ‏ کہیے نصیب آج تو بیدار ہو گیا

سودا تخلص مرزا محمد رفیع ولد مرزا محمد شفیع وطن انکا کابل مولد دہلی تلمیذ شاہ حاتم ایام شباب میں لکھنؤ میں جا کر نواب آصف الدولہ بہادر کے مقربوں میں منسلک ہوے تھے سنہ ۱۱۹۵ ہجری میں انتقال کیا سواے مثنوی کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے لیکن قصیدہ گوئی میں اپنے عہد میں بے مثل تھے کلیات انکا نظر سے گذرا

سودا جو کبھی گوش سے ہمت کے سنے تو ‏ ‏ مضمون یہی ہے جرس دل کے فغان کا
ہستی سے عدم تک نفس چند کی ہے راہ ‏ ‏ دنیا سے گزرنا سفر ایسا ہی کہاں ہے

ولہ

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن ‏ ‏ بازی اگرچہ پا نسکا سر تو کھو سکا +
کس منہ سے پھر تو آپکو کہتا ہے عشقباز ‏ ‏ اے روسیاہ تجھسے تو یہ بھی نہو سکا

ولہ

بیٹھے یہ سودا سے کہا ایک دن ‏ ‏ غم ترے کیا سینے میں گھر کر گیا
سنکے کہا جو کوئی آیا سو یہاں ‏ ‏ سیر یہ انداز دگر کر گیا

ایک جو مانند گل اس باغ مین — خرم و خندان ہو گزر کر گیا
آن کی شبنم کی روش دوسرا — شام سے رو رو کے سحر کر گیا
کیا تجہے اب فائدہ اس ذکر سے — ہر کوئی یک طرح بسر کر گیا

ولہ

سودا کی کہتے ہین کہ ہے اوس سے مصاحبت — کتنا غلط یہ حرف بہی مشہور ہو گیا
اور ونکی نسبت اندنون کچہ لگ چلا تہا وہ — دو چار رحم کیون ہین یہ دستور ہو گیا

ولہ

گرچہ رویا ہین ترے غم مین بہت سا لیکن — اپنے رونے کا تجہے رات سلسل بہا یا
خون کے ہر قطرہ سے کہتا تہا یہ لخت جگر — تو مژہ تک بہی نہ پہونچیگا کہ ہین یہ آیا

ولہ

تجہبن عجب معاش ہے سودا کی اندنون — تو بہی ٹک اوسکو جا کے ستمگار دیکہنا
نے حرف و نے حکایت و نے شعر و نے سخن — نے سیر باغ و نے گل و گلزار دیکہنا
خاموش اپنے کلبۂ احزان مین روز و شب — تنہا پڑے ہوے در و دیوار دیکہنا
یا جا کے اوس گلی مین جہان تہا ترا گذار — لے صبح تا شام کئی بار دیکہنا
تسکین دل نہ اس مین بہی پائے تو پہر شغل — پڑہنا یہ شعر گر کبہی اشعار دیکہنا
کہتے تہے ہم نہ دیکہہ سکین روز ہجر کو — پر جو خدا دکہاے سو لاچار دیکہنا

ولہ

اک روز ایک یار نے اوس شوخ سے کہا — سودا کے دیکہنے سے تجہے عار ہی رہا
بولا کہ حق بطرف ہے اس امر مین کہ یار — جب ہی ہوا وہ خلق بد اطوار ہی رہا
اتنا تو وہ برا ہے کہ چہرے کا اوسکی رنگ — بہر عمر اوسکی شکل سے بیزار ہی رہا

سوز تخلص محمد میر ولد میر ضیاء الدین اولاد مین حضرت قطب عالم گجراتی کے وطن انکا بخارا مولد دہلی نواب آصف الدولہ بہادر کے عہد مین لکہنؤ مین سکونت کی تہی خط شفیعا و نستعلیق خوب لکہتے تہے تیر اندازی مین اچہا دخل رکہتے تہے شعر اس انداز

سے پڑہتے تہے کہ مضمون شعر کی صورت بنا کے دکہلا دیتے تہے پہلے میر تخلص کرتے تہے جب میر تقی لکہنؤ مین گئے اونہون نے سوز تخلص کیا اشعار عاشقانہ انکے نہایت پرسوز ہوتے ہین اسّی برس کی عمر مین لکہنؤ مین وفات پائی دیوان انکا نظر سے گذرا + + +

کہڑا نعش پر ہوکے بولا کہ ہے ہے	یہ کشتہ تو کچہ جان بیجان نکلا +
کہڑے رہنے والو نگر سوز ہے یہ	بہلا اس کے دل کا تو ارمان نکلا

شاعر تخلص نام رست عرف میر کلو دہلوی حضرت خواجہ میر درد سے نسبت تلمذ و قرابت رکہتے تہے صاحب دیوان گذرے

تو نہتا افسوس ظالم کیا کہین	حال شاعر ہجر مین کیسا رہا
بیقراری جانکنی بے طاقتی	غم الم وحشت جنون سودا رہا

شیفتہ تخلص مخدوم مکرم جناب نواب حاجی محمد مصطفے خان بہادر رئیس دہلی خلف عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب مرتضی خان بہادر مظفر جنگ شاگرد رشید حکیم مومن خان اوصاف حمیدہ ان کے بیان ہو نہین سکتے اشعار ان کے نہایت شیرین و نمکین ہوتے ہین دہلی مین رہنے کے ہنگام مین راقم کو انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تہا تذکرہ گلشن بیخار ورہ آور حسرتی و دیوان اردو انکا نظر سے گذرا فارسی مین حسرتی تخلص کرتے ہین

کہا کل مینے اے سرمایۂ ناز	تلون سے ہے تمکو مدعا کیا
کبہی مجہپر عتاب بے سبب کیون	کبہی بوجہ غیرون سے وفا کیا
کبہی محفل مین وہ بیباکیان کیون	کبہی خلوت مین یہ شرم و حیا کیا
کبہی تمکین صولت افزین کیون	کبہی یہ غمزہائے جانفزا کیا
کبہی شعرون سے میری نغمہ سازی	کبہی کہنا کہ یہ منتے کہا کیا
کبہی بے جرم یہ آزردہ ہونا	کہ کیا طاقت جو پوچہو نہین خطا کیا
کبہی اس دشمنی پر بہی تسکین	یہ ہم جلوہائے دلربا کیا
یہ سب طول اوسنے سنکر بتکلف	جواب اک مختصر مجہکو دیا کیا

تعلقہ منتخب

ابھی اے شیفتہ واقف نہیں تم — کہ باتیں عشق میں ہوتی ہیں کیا کیا

صبا تخلص میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی پسر خواندہ و خواہرزادۂ میر اشرف علی نامی شاگرد آتش شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے ہیں ۱۲۷۱ ہجری میں انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گذرا

عجب طرح کی حوادث ہیں بحر ہستی میں — ہر اک کا حال یہاں مثل نقش آب رہا
کمند لیکے وہیں موج ہو گئی موجود — جہاں ذرا سر اوٹھاے ہوے حباب رہا

ضبط تخلص منشی کنہیا لال سر رشتہ دار کلکٹری ضلع فرخ آباد خلف موہن لال مراد آبادی

صدمے اوٹھا چکا تھا بہت عشق زلف میں — سمجھے تھے ہم تو دل کو کہ ہشیار ہو گیا
زنجیر کسی کے آج کھلے بال دیکھکر — ناداں پھر بلا میں گرفتار ہو گیا

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان ولد مرزا یوسف بیگ سید جلال الدین بخاری کی اولاد میں تھے مولد و مسکن انکا دہلی وہاں سے آکر لکھنؤ میں مرزا جہاندار شاہ بہادر کی رفاقت میں تھے اور اون کے حکم سے اپنے دیوان کو مرتب کر کے نام تاریخی اوسکا گلزار مضامین رکھا تھا بعد ازاں بنگالہ میں آکر مدت تک شہر ڈھاکہ میں نواب شمس الدولہ بہادر کی رفاقت میں رہتے تھے سنسکرت میں اچھا دخل رکھتے تھے کسب سخن حضرت خواجہ میر درد سے کیا تھا شعر اچھا کہتے تھے خصوصاً مقطعات ان کے لاجواب ہوتے ہیں کلیات انکا نظر سے گذرا

ہو اجازت تو بزم میں تیرے — آج رہنا ہو گوشہ گیروں کا
اب کہاں جائیں سر پہ آئی شام — بستر اد ور ہے فقیروں کا

ولہ

خاک پر کل جو نقش پا کی طرح — اوسنے میرے تئیں گرا پایا
خوش ہوا اتنا دیکھکر گویا — خاک پر سے ہے کچھ پڑا پایا

ولہ

جب طپش کو تہی بوسہ نکے اوس لب سے خبر
تب فقیرونکی طرح شعر وہ پڑہتا یہ چلا
بیٹہا ہین کسی پہ زور نہین یا محبوب
جو دی اوسکا بہی بہلا جو ندی اوسکا بہی بہلا

ولہ

یک چند طرف کعبہ مین ہو حق کیا کیے
یک چند رہے دیر مین شور و فغان کیا
لیکن ہزار شکر کہ پہر آخرت اختیار
میخانہ مین توسل پیر مغان کیا

ولہ

بوسہ دیتے دیتے کل کچہ سوچکر جو ہٹ گیا
تہا کسی غماز کا شاید وہ بہکایا ہوا
یہ بہی سب جہوٹ اپنی قسمت ہی بری ہے ورنہ یون
منہ سے پہر جاے نوالا ایک بیک آیا ہوا

ولہ

کنج تنہائی مین کوئی مونس و ہمدم نہین
اب در و دیوار سے جی ہمکو بہلانا ہوا
آج کو سوتا جو دل تو ایک سے دو تہی بہلے
آہ اس مرحوم کا کس وقت مرجانا ہوا

ولہ

کچہ مجہو آثار آتے ہین دلا تیرے نظر
ہے یہی صورت تو جینا تجہکو مشکل ہوئیگا
گاہ تو وارفتۂ گیسو گہے بیمار چشم
ایک جی تیرا بہلا کس کس پہ مائل ہوئیگا

ولہ

دل مین آتا ہے کہ اوس شوخ کی محفل مین کبہی
ساتہ لیجاؤن کوئی اور طرحہ عدار لگا
یون کرون عرض کہ ہے جنس یہ دلکی حاضر
قیمت بوسہ یہ دیتا ہون مین ناچار لگا
آپ لیتے ہین تو لین ورنہ کہو دون اسکو
ساتہ پہرتا ہے کئی دن سے خریدار لگا

ولہ

کل طپش ہمنے جو دیکہا ایک مزار
لوح پر اوسکے یہی مرقوم تہا
فاتحہ پڑہ جا ادہر بہی راہ رو
مین بہی گاہے ہستی موہوم تہا

عشق تخلص حکیم عزت اللہ خان دہلوی خلف حکیم میر قدرت اللہ خان قاسم صاحب بیت

حکیم ثنا اللہ خان فراق سے کسب سخن کرتے تھے اور اپنی والد ماجد سے بھی استفادہ کیا تھا فن طبابت مین اچہا دخل رکہتے تھے شعر اچھا کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

اپنے مقتولوں کی تربت پہ جب ای رشک چمن ‌‌— تونے دونا کوئی پہولونکا چڑہایا ہوگا
تا قیامت بخدا اپنے کفن کے اندر — پہر تو پہولا نہ خوشی سے وہ سمایا ہوگا

فدوی تخلص مرزا محمد علی عرف مرزا پہچو دہلوی شاگرد شاہ گہسیٹا عشق احمد شاہ بادشاہ کے وقائع نگار تھے اخیر ایام مین عظیم آباد مین سکونت اختیار کی تہی دیوان انکا نظر سے گذرا

خدا جانے فدوی سبب کچہ تو ہے — جو ایا وہ اب ہوکے بیدل گیا
وگرنہ اوسے ایک دم چین تہا — ادہر ہمسے روٹہا اودہر مل گیا

وله

وقت رخصت جو مرتے مرتے بچے — اتنے دن اور رنج پانا تھا
جیتے تہے ہجر کے لیے فدوی — یون خدا کو بہی دن دکہانا تہا

وله

کچہ خبر تجہکو بہی ہے فدوی کی یار — کل جو گہر مین شام سے بیہوش تھا
صبحدم بالین پہ جون شمع وچراغ — کوئی روتا تھا کوئی خاموش تہا

وله

آتش شوق نے ہمہین مارا — گر بہی وعدہ روز وشب ہوگا
بن ملے تو یہ حال ہے فدوی — وہ ملیگا تو کیا غضب ہوگا

قائم تخلص شیخ محمد قیام الدین باشندۂ چاندپور توابع سنبہل مقیم دہلی شاگرد سودا ۱۲۰۱ ہجری مین انتقال کیا شعر خوب کہتے تہے دیوان انکا نظر سے گذرا

شام یا صبح یہان پہ جب قائم — یہی ٹہہری کہ مرہی جا لیگا
بس کئی دن جو زیست ہے اسیر — کبکی منت عبث اوٹہائیگا

بس ہے جینے کو چند روز کو اشک — لخت دل جب تلک ہی کھانے گا

ولہ

کہان تلک یار سکے قائم مرے اس عالم سے — رفتہ رفتہ جو گذر جانے کا ندکور گیا
سنکے اتنا تو کہا حیف کہ اس دنیا سے — نازبرداری معشوق کا دستور گیا

قبول تخلص مرزا مہدی علی خان لکھنوی مخاطب بہ مقبول الدولہ خلف مولوی محمد مرزا شاگرد ناسخ شاہ واجد علی بادشاہ اودہ کے مصاحب تھے کلکتہ مین بادشاہ کے ہمراہ آئے تھے ریختہ کے دوستون مین تھے ترجمہ شمشیر خانی اور دیوان انکا نظر سے گذرا شعر صاف عاشقانہ اچھا کہتے تھے ۱۲۸۳ ہجری مین لکھنؤ مین جاکر وفات پائی

قطعہ

وعدہ آنے کا کیا تھا اور تم آئے نہ تھے — آہ میرے منہ پہ کہتے تھے اثر مینے کیا
نالہ غل کرتا تھا مل مینے کیا مطلب ترا — کرتے تھے ہر پل اشارہ چشم تر مینے کیا
جذب دل کہتا تھا کھینچا ہے اوسے مینے ادہر — عشق کہتا تھا یہ کار سخت تر مینے کیا
اور کلیجے کی پھڑک کہتی تھی جو جو ہے وہ سب — کر دیا بیتاب اور راہی ادہر مینے کیا
کہتے تھے سینے کی آگ اوس بت کا دل کر کر نرم — مہربان مدت پہ تیرے حال پر مینے کیا
الغرض شب بندۂ احسان یہ سب کرتے رہے — انتظار آمد آمد تا سحر مینے کیا
تم نہ آئے رات بہر کیا زور تھا تیرا مگر — شرمسار ان سبکو اے رشک قمر مینے کیا

ولہ

بدل ہے انس سرور و الم سے گو مجکو — نفاق انمین ہے ہر اک بہم نہین رہتا
جو غم ہوا تو فراق سرور مین رویا — ہوا سرور تو غم ہے کہ غم نہین رہتا

ولہ

اے پری جب سے کہ سودا ترے عاشق کو ہوا — دہیان یکلخت طبیبون کو مرا بہول گیا
نبض دیکھی جو کسی نے تو اوڑے ایسے ہوش — نسخہ لکھنے کو جو بیٹھا تو دوا بہول گیا

کمال تخلص شاہ کمال الدین حسین باشندۂ کرامانکپور شاگرد جرأت

وقیام الدین قایم بزرگ ان کے ارباب مناصب تھے یہ درویشی اختیار کر کے سیاحت کرتے تھے انکا دیوان اور تذکرہ شعراے اردو نظر سے گذرا شعر اچھا کہتے تھے

آہ جو کچھ مجھسے ہو سکتا سو کرچکتا ولیک — ایک دن تمکو نہ شوق کار فرمائی ہوا
اور دکھلایا تماشا مجکو وحشت نے کمال — مین تماشائی تھا جسکا وہ تماشائی ہوا

صحبت تخلص مرزا غلام حسین خان شاگرد محمد صادق خان اختر بشتیر لکھنؤ مین رہتے تھے اور فارسی کہتے تھے

صبا اتنا پیام جان محزون اوس سے کہدینا — کہ اے بے رحم کر موقوف اب تو امتحان اپنا
جدائی سے ترے دم آرہا ہے اسدم آنکھون تک — جو آنا ہو تو آ ہوتا ہے رخصت میہمان اپنا

مصحفی تخلص غلام ہمدانی باشندہ قصبۂ امروہہ ضلع مرادآباد ولد ولی محمد شاگرد مانی شروع جوانی مین دہلی گئے تھے اختتام الامر لکھنؤ مین جا کر اپنی زندگی بسر کی کچھ روز ون مرزا سلیمان شکوہ بہادر کی رفاقت مین تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اور پر گو ایسے کہ آج تک شعراے اردو مین دوسرا نظر نہ آیا چنانچہ آٹھ دیوان اور دو تذکرے اردو مین اور ایک دیوان فارسی بجواب نظیری نیشاپوری اور ایک تذکرہ فارسی مین لکھے ہین اشعار ان کے نہایت آبدار و عاشقانہ مطبوع طبائع طباعان زمانہ ہین کئی دیوان اور تذکرے ان کے نظر سے گذرے

یوسف بھی اپنے عہد مین کچھ تجھسے کم نہ تھا — اوسکا بھی حسن رونق بازار ہو گیا
پر تو وہ جنس نغز ہے بازار دہر مین — سودے مین جسکے محو خریدار ہو گیا

ولہ

پکڑ کر ہاتھ اوسکا مین لیا چوم — طمانچہ اوسنے جب مجھپر اوٹھایا
وہ غافل تھا خریداری سے یعنی — مزا یون چاہ کا اوسکو جتایا

ولہ

بٹی کے نیچے پایا تعویذ تکا وفینہ — کہتے ہین کل یہ اوسکی بہار گہر سے نکلا

قطعہ منہ

جادو کیا تھا اوسنے میرے لیے جب اولٹا | اتنی ہی بات پر بس اغیار گھر سے نکلا

ولہ

یک بوسہ مانگتا تھا مصور کے لب سے جان | مین جنس حسن کا تو خریدار کچہ نہ تھا
پر حیف تم سے اتنی بھی ہمت نہو سکی | اس مین زبان خوبی رخسار کچہ نہ تھا

ولہ

اے مصحفی مین تجھسے کہون ایک ماجرا | سنتا ہے اسطرف کو ٹک اے یار دیکھنا
لیکن بشرط آنکہ تجھے میرے ہی قسم | کیجو کسی سے اسکو نہ اظہار دیکھنا
کچہ اندنون مین آہگے کے نسبت ترا رفیق | بے طرح ہو چلا ہے بد اطوار دیکھنا
باور نہین ہے تجھکو اگر یہ مرا سخن | تو آپ جاگے تو بہ شب تار دیکھنا
دیوار و در یہ اوسکے ٹک یک لگا کے چشم گوش | سننا یہ حرف اور یہ اسرار دیکھنا + +
چہیڑے ہے اوسکو غیر تو کہتا ہے اوس سے یون | کوئی کہڑا نہو پس دیوار دیکھنا +
بس اسطرح سے یکدگر اوس شمع رو کی تین | ہے ہر کسی سے گرمی بازار دیکھنا

مفتون تخلص منشی قادر بخش باشندہ ہوگلی اختر ایام مین بعبارت اونکی جاتی رہی تہی چار سال کا عرصہ گزرا کہ انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے راقم کے ملاقاتیون مین تھے

یاد مین اوس گل کے رویا صبح جو گلشن مین میر | بلبلان باغ مین اک سخت ماتم ہو گیا
غنچہ نے پہاڑا گریبان گل کا دامن چاک تہا | چشم نرگس سے بہی جاری اشک شبنم ہو گیا

ممنون تخلص میر نظام الدین مخاطب بہ فخر الشعرا اوستاد محمد اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی خلف میر قمر الدین منت مخاطب بہ ملک الشعرا اپنے والد سے کسب سخن کرتے تھے وطن انکا سونی پت مولد و جاے تربیت دہلی مدتون لکھنؤ مین رہے آخر عمر مین اجمیر کی کوہستان مین سکونت کی تہی شعر نہایت شیرین و نمکین کہتے تھے [illegible] ہجری مین انتقال کیا شاعر شیرین زبان ہند ان کے وفات کی تاریخ ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

ضعف ہے مانع تحریر ولیکن قاصد — اوسے پیغام زبانی یہ سنانا اپنا
مثل شمع سحری رہگذر شوق مین یہان — دم ہے یہان ہونٹون پہ اے ماہ یگانا اپنا
اگر آنا ہے تو آورنہ کوئی دم مین اب — عدم آباد کو نزدیک ہے جانا اپنا

منحور تخلص منشی اسد اللہ معروف بہ علی جان ولد منشی حیدر علی حیدر مرحوم باشندہ چیچڑہ ضلع ہوگلی بزرگوار ان کے ولندیزون کے عہد مین دہلی سے آکر وہین بسے تھے انکا مولد چیچڑہ جاے تربیت دار الامارت کلکتہ فکر بلند وطبع ارجمند رکھتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین صاحب دیوان ہین

گاہ روتا ہون گہے ہنستا ہون اپنے دہیان مین — شکل دیوانہ کبہی پہرتا ہون گہبرایا ہوا
دیکہکر کہتا ہے کوئی ہے اسے آسیب جن — کوئی کہتا ہے پری کا ہے اسے سایا ہوا
پر نہین واقف ہے کوئی ایک سے دیتا ہزار — یک گل رشک چمن پر دل جو ہے آیا ہوا

منصف تخلص منصف علی خان باشندۂ عظیم آباد مقیم دہلی شاگرد نظام الدین خان ممنون قوم افغان سے تہے فارسی مین مہارت تام رکہتے تہے

جی ڈوبا کرتا ہے ہاے قاصد نے — جب کہ نامہ اوسے دیا ہوگا
پڑہکے احوال زار منصف کے — در جواب اوسنے کیا کہا ہوگا

منظور تخلص فخر الدین خان خلف منشی تحسین الدین خان مرحوم تحسین داروغہ ضلع راج شاہی باشندۂ موضع جوت پرتاب متعلق مالدہ شاگرد راقم الحروف طبیعت انکی فن شعر سے نہایت مناسبت رکہتی ہے

کیا خوشی کے مثل بلبل روز و شب تہے چہچہے — جن دنون آغوش مین وہ غیرت گلزار تہا
گرم رہتا تہا سدا ہنگامۂ عیش و طرب — شمع بزم عیش لو سکا شعلۂ رخسار تہا
پیار کی باتین تہین ہر دم اور الفت کی نگاہ — میرے دلجوئی کا خواہان وہ شکر گفتار تہا
دور گردون سے تہا این دور مین تہا جام مے — نقل مے وہ بوسۂ لبہاے شکربار تہا
تفرقہ پرداز گردون رشک کہاتا تہا مدام — وصل شوخ مہ جبین تہا طالع بیدار تہا
رات بہر منظور اب روتا ہون کہہ کہہ کر یہی — ہاے وہ دن کیا ہوے جو مین تہا اور دلدار تہا

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم خلف حکیم غلام نبی خان مغفور دہلوی شاگرد شاہ نصیر دہلوی سنہ ہجری مین قضائی ماتم مومن خان انکی وفات کی تاریخ ہے علم تنجیم وطب مین خوب دخل رکھتے تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے پر مضمون وشیرین وعاشقانہ ونمکین ہوتے ہین کلیات انکا نظر سے گذرا

زانوی بت پہ جان دے دیکھا — مومن انجام واختتام مرا
بندگی کام آرہی آخر — مین نہ کہتا تہا کیون سلام مرا

ولہ

دلکی بیقراری سے ہرطپش زمین فرسا — ہر خرمن گردون شعلہ ہر فغان اپنا
دیکھیے پس مردن حال جسم وجان کیا ہو — مدعی زمین اپنی دشمن آسمان اپنا

ولہ

وہ نوجوان عابد وزاہد کہ سب جسے — کہتے تھے مومن اور بہت دیندار تہا
کل ایسے حال سے نظر آیا کہ کیا کہون — جو تہا سو اوسکو دیکھکے زار ونزار تہا
غیرت کی جا ہے اون صنمون نے کیا خراب — ملنے سے جنکے معتقد ننگ وعار تہا
بیمار کردیا شب ہجر بتان نے آہ — کیا ہوگئے وہ روز کہ پرہیزگار تہا
یا تو ہمین ڈراتے تہے خورشید حشر سے — یا اپنے سر پہ داغ جنون شعلہ بار تہا
اختر شماری شب غم نے بہلا دیا — جتنا خیال پرسش روز شمار تہا
ہر ایک کی طرف نگہ بیکسانہ تہی — کسکی نگاہ لطف کا امیدوار تہا
ہمت سے اور ناز اوٹھانیکی آرزو — باقی تہی گو کہ ضعف سے جینا بہی بار تہا
ہردم ہوا ہی آہ سی اوڑتی تہی منہ پہ خاک — جتنی کہ سر مین گرد تہی دلمین غبار تہا
زخمو نہین کہ مشک بہرا تہا مین کیا کہون — عالم بدن کا اوسکے عجب لالہ زار تہا
آنکھو نسے چند مدد دل خونناب بہین والا — چہرہ جو ناخنون سے سراپا فگار رہتا
نے راحت فگار نہ آسایش وشکیب — نے طاقت وتوان نہ سکون وقرار تہا
نے ہوش ونی حواس آرام ونی قرار — نے صبر ونے تحمل ونے اختیار رہتا

کیا کشمکش نے وہ تونکو بے حال کر دیا — نے زور ہاتہ مین نہ گریبان مین تار تہا
جنبش بہی تہی محال تڑپنا تو یک طرف — کاہیدہ جسم ضعف سے کوہ وقار تہا
ہو خود ہی ہجو اس تو احوال درد دل — کس سے کہو خبر ہی نہین کون یار تہا
گو ہاتہ سے اشارہ نہ تہا نے زبان سے بات — تو بہی تو حال دست وزبان آشکار تہا
اسواسطے کہ خاک پہ انگشت دست سے — رقمی سجال بندہ خدایا گنگار تہا
اور اک یہ شعر شعلہ فشان وزبانہ خیز — تبخالہ ریز کام وزبان بار بار تہا
آغاز کار عشق مین انجام کار تہا — مین کیون فنا ہی ہستی بی اعتبار تہا

میر تخلص میر محمد تقی اکبر آبادی ولد میر عبد اللہ شاگرد وہمشیرہ زادہ سراج الدین علیخان آرزو عنفوان شباب مین دہلی مین گئے تہے وہان سے لکہنؤ مین جاکر سکونت اختیار کی تہی نواب وزیر کی سرکار سے انکا وظیفہ مقرر ہوا تہا ١٢٢٥ ہجری مین فوت کی سوائے قصیدہ کے جمیع اصناف سخن پر قادر تہے خصوصاً مثنوی وغزل گوئی مین لاثانی تہی اشعار ان کے بنہایت مرتبہ رتبہ بلند رکہتے ہین فرط اشتہار سے حاجت بیان نہین انکے چہ دیوان ریختہ مع قصائد ومثنوی نظر سے گذری ایک دیوان فارسی ایک تذکرہ شعرا ایک رسالہ میر فیض بہی ان سے یادگار ہے انکی استادی سے کسیکو انکار نہین

کل پاون ایک کاسۂ سر پر جو پڑ گیا — یک وہ استخوان شکستون سے چور تہا
کہنے لگا کہ دیکہکے چل راہ بے خبر — مین بہی کبہی کسیکا سر پر غرور تہا

ولہ

اشک تر قطرۂ خون لخت جگر پارۂ دل — ایک سے ایک عدد آنکہ سے بہتر نکلا
کنج کاوی جو کی سینے کی غم ہجران نے — اس دفینے مین سے اقسام جواہر نکلا

ولہ

آئے نظر جو گور سلیمان کے اکیدن — بالین پہ اوس مزار کے تہا یہ رقم ہوا
اہو سرکشو جہان مین کہینچا تہا ہم نے بہی — پایان کار مور کی خاک قدم ہوا

ولہ

بتون کے عشق نے بے اختیار کر ڈالا — وہ دل کہ جسکا خدائی مین اختیار رہا
وہ دل کہ شام و سحر جیسے پکا پھوڑا تہا — وہ دل کہ جس سے ہمیشہ جگر فگار رہا
تمام عمر گئی اوسپہ ہاتہہ رکہتی ہے — وہ دردناک علی الرغم بیقرار رہا
ستم مین غم مین سر انجام اوسکا کیا کہیے — ہزارون حسرتین تہین کہ یہ جسکو مار رہا
بہا تو خون ہو آنکہونکی راہ بہ نکلا — رہا جو سینہ سوزان مین داغدار رہا
سو اوسکو ہمسے فراموش کار یون لیکیے — کہ اوس سے قطرۂ خون بہی نہ یادگار رہا
گلی مین اوسکی گیا سو گیا نہ بولا پہر — مین میر میر کر اوسکو بہت پکار رہا

ولہ

بے زری کا نکر گلہ غافل — رہ تسلی کہ یون مقدر تہا
اتنے منعم جہان مین گزرے — وقت رحلت کے کس کنے زر تہا
صاحب جاہ و شوکت و اقبال — ایک ازان جملہ اب سکندر تہا
تہے یہ سب کائنات زیر نگین — ساتہہ مور و ملخ سا لشکر تہا
لعل و یاقوت و ہم زر و گوہر — چاہیے جس قدر میسر تہا
آخر کار جب جہان سے گیا — ہاتہہ خالی کفن سے باہر تہا

ولہ

یہان بلبل اور گل یہ تو عبرت سے آنکہ کہول — گلگشت سرسری نہین اس گلستان کا
گل یادگار چہرۂ خوبان ہے بے خبر — مرغ چمن نشان ہے کسی خوش زبان کا

ناسخ تخلص شیخ امام بخش لکہنوی صاحب تذکرہ سراپا سخن سید محسن علی محسن نے انکو ولد شیخ خدابخش تاجر لاہوری کر کے لکہا ہے لیکن یہ تاجر مذکور کی غلام مشہور تہے چنانچہ خود شیخ امام بخش ناسخ نے اس امر کی مندفع کرنیکے لیے رباعی مرقومۂ ذیل کہی ہے واللہ اعلم بالصدق و الصواب

ربا عی ناسخ

رکہتے ہے اہتمام عداوت سے غلام — میراث پدر ہمین نے لگر فی تمام

اس دعوی باطل سے ستمگاروں کو — حاصل یہ ہوا کر گئے مجھکو بدنام

ولہ

مشہور ہے گرچہ افترائی احکام — پر کرتے نہین غور خواص و عوام
وارث ہونا دلیل فرزندی ہے — میراث نہ پاسکا کبھی کوئی غلام

غرض اشعار انکے بیشتر مثالیہ اور نہایت پر مضمون ہوتے ہین اکثر اشعار شعراے متقدمین و متاخرین فارسی گو کو نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ ترجمہ کیا ہے مشہور ہے کہ کچھ روز ون محمد علی سے تنہا شاگرد مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہو گئے تھے سواے غزل اور رباعی کے اور کسی صنف سخن مین دخل رکھتے نہ تھے ۱۲۵۴ ہجری مین فوت کی کلیات انکا نظر سے گذرا

گزر ناگاہ جو میرا ہوا شہر خموشان مین — عجب نقشہ نظر آیا وہان شاہان عالم کا
کہین آئینہ زانو سکندر کا شکستہ تھا — کسی جانب پڑا تھا کاسۂ سر خاک مین جم کا

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور خلف الصدق نواب محمد سعید خان بہادر شاگرد اسد اللہ خان غالب علم عربی و فارسی مین اچھی دستگاہ رکھتے ہین شعر صاف عاشقانہ خوب کہتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

اغیار سے دیکھکر ترا ربط — دل میرا جو بیقرار ہوگا
جا بیٹھونگا در پہ غیر کے مین — کیا یہ بھی ناگوار ہوگا

ولہ

دوست اور یہ ضد کہ جو اوس سے کہا — کہکے لوگون نے مجھے رسوا کیا
میں نے ملکر بات کرنی چھوڑ دی — اوسنے چپ رہنے کا بھی چرچا کیا

نالان تخلص میر وارث علی خلف میر ارزانی باشندۂ بہار شاگرد اشرف خان فغان صاحب دیوان گذرے

نالان جو اکدن مین کہا اپنے یار سے — ملنا بھی اب ترا مجھے دشوار ہو گیا
میرے زبان سے ہوتے نپایا سخن تمام — بولا بھی وہ جھڑک کے بہت بار ہو گیا

قطعہ منتخب

ناسخ تخلص جامع اوراق ہیچ میرز عبد الغفور غفر لہ ذنوبہ

کرتے ہین اونکے تصورسے جو ہم شکوۂ فرقت
اگر کسی رات تجہے وصل میسر نہوا
خواب مین آکے وہ فرماتے ہین ہمکو یہ کہتے ہو
وعدۂ وصل وفا آپ سے کیونکر نہوا

وله

تجہسے ناسخ کہے کیا کہ عجب حالت تہی
جس گہڑی رانکو بیمار تر امرتا تہا
کوئی لیسین سناتا تہا کہڑا بالین پر
اوسکے حق مین کوئی رو روکے دعا کرتا تہا

وله

بیوفائی سے رقیبون کی تجہے بچتا نا کیا
معتبر آگے کبہی قول کسیکا نہوا
تم مری باتون کو مجذوب کی بڑ جانتے تہے
کیسے جو مینے کہا تہا وہ ہوا یا نہوا

نظیر تخلص ولی محمد اکبر آبادی روضۂ ممتاز محل عرف تاج گنج کی متصل رہتے تہے معلمی کرتے تہے بیشتر مخمس ومسدس وترجیع بند کہتے تہے کلیات انکا نظر سے گذرا

عجب سیر دیکہی نظیر اس چمن کی
ابہی وصل تہا نرگس و نسترن تہا
ابہی یکدگر جمع تہے سنبل و گل
ابہی تہا ہجوم جوش سرو وسمن تہا
ابہی چہچہے بلبلون کے عیان تہے
ابہی شور تہا قمرے نعرہ زن کا
گہڑی بہر کے بہر بعد دیکہا یہ عالم
کہ نام ونشان بہی نتہا وہان چمن کا

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکہنوی خلف خواجہ محمد فقیر نامی شاگرد امام بخش ناسخ سلسلہ انکے نسب کا خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے شعر اچہا کہتے تہے ۲۲ ماہ ذیقعدہ ۱۲۷۰ھ ہجری مین فوت کی دیوان انکا نظر سے گذرا

جانے لگا جو بزم سے وہ شہسوار حسن
دریا روان ہوا مرے چشم پر آب کا
مانند موج اسپ نے جب کی شناوری
حلقہ بہنور کا بنگیا حلقہ رکاب کا

ہدایت تخلص ہدایت اللہ خان دہلوی مرید وشاگرد حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ شعر صاف وشیرین کہتے تہے ۱۲۱۵ھ بارہ سو پندرہ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گذرے

قطعہ منتخب

کیا دن تھے وہ بھی آہ کہ جن دنون — راتونکو اپنے پاس وہ گلفام رہگیا
مدت ہوئی ہے اتنو ملاقات بھی نہین — آنے سے ملکہ نامہ و پیغام رہگیا

ہمدم تخلص سید محفوظ علی عظیم آبادی مقیم مرشد آباد خلف سید محمد حیات حسرت تخلص شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت

اکدن مانگا تھا بوسہ مینے اوس سے پیار سے — سنتے ہی اس بات کے غصہ ہو فرمانے لگا
کیون جی تم کرنے لگے ہو تمد گستاخیان — یہ خیال اب آپکے خاطر مین بھی آنے لگا

ہوس تخلص نواب محمد تقی خان خلف نواب مرزا علی خان بن نواب سالار جنگ باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب تذکرہ سراپا سخن نے جو لکھا ہے کہ لیلی مجنون کے مضمون سے کوئی غزل انکی خالی نہین محض غلط ہے اشعار ان کے بحر متقارب و متدارک مین بہت خوب ہوتے ہین انکی مثنوی لیلی و مجنون و دیوان نظر سے گذرے

کیا غضب ہے کہ کسی سے نکرون بات بھی مین — بیٹھے چپ رہنا ہی بھاتا ہے مرا تمکو کیا
تم خفا ہوگئے کیون یہ بھی ستم ہے کوئی — اپنی قسمت کا مین کرتا ہون گلا تمکو کیا

وله

درمیان میرے اور اونکے خفگی تھی بارہا — لیکن اسبات مین یاد کیا تمکو کیا
دردسر دشمنونکو اونکے ہوا رات سو مین — جون ہی گھبرا گئے یہ بولا کہ ہوا تمکو کیا
تانکر منہ پہ دوپٹا بدم سرد کھا — تم لگے پوچھنے کیون میرا پڑا تمکو کیا

وله

ہر چند وہ سونے مری چھاتی سے لپٹکر — لیکن مجھے اوس رات بھی آرام نہ آیا
او بکے سے شب ہجر کے مضطر ہی تہا مین — کچھ وصل کی لذت کا مزا مینے نہ پایا

ردیف باے موحدہ

جرأت تخلص پیچھے ازین حال انکا بیشتر تحریر ہو چکا ہے۔

باطن مین وہی لاگ ہے آپس مین اگرچہ — جا سوسون کے خطرے سے ملاقات نہین اب
اللہ یہ روشن ہے دلون کی تو حقیقت — ظاہر مین یہ کچہ حرف و حکایات نہین اب

ولہ

اس لیے بیٹھتے اوٹھتے گئی تہہ اوسکی طرف — وصل تا اوسکا کسیطرح سے ہوجاے نصیب
سو ہمیرے اوسکی ہی گہر طالع برگشتہ سے — دیکھیے کب منزل مقصود کو پہنچاے نصیب

قمر تخلص مرزا قمر الدین خان بہادر عرف مرزا حاجی نائب مرزا غازی الدین حیدر والی لکھنؤ خلعت منشی مرزا جعفر استاد دہلی صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ باشندہ لکھنؤ شاگرد مرزا قتیل ہر دو زبان مین شعر کہتے تہے دیوان انکا نظر سے گذرا

مجہسے کہنے وہ لگے کل کہ نہین کچہ معلوم — کس پہ تم مرتے ہو صاحب نہین کیا ہے مرغوب
درد دل ہمسے بہی کہیے کہ کرین کچہ تدبیر — کون سا سرو قد ہوش ربا ہے مرغوب
سینے رو رو یہ کہا کیا کہون اپنا جو احوال — ایک عیار دل آزار مرا ہے مرغوب
پر زبان تک نہین لا سکتا ہون مین اوسکا نام — کوئی دنیا مین نہین اسکے سوا ہے مرغوب
ہنسکے کہنے لگے چپ رہیے نہ بکیے اتنا — بول چال آپکے بہی نام خدا ہی مرغوب

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

دیکہو سمجہاکے نہین کہتے ہین ہم باز آؤ — نا سمجہ لوگ ہین یہان کے یہ زمانا نہین خوب
متہم ہو گئے میان مصحفی ان باتون مین — کوچۂ یار مین ہر وقت کا جانا نہین خوب

مومن تخلص حکیم مومن خان دہلوی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

کس پہ بگڑے تہے کس پہ غصہ تہا — رات تم کس پہ تہے خفا صاحب
کسکو دیتے تہے گالیان لاکہون — کسکا شب ذکر خیر تہا صاحب

میر تخلص میر محمد تقی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

شکوہ عبث ہے میر کہ کڑہتے ہین ہم رہو دن — یا دلکا حال رہتا ہے درہم تمام شب
گزرا کیے خوشی سے جہانمین تمام روز — کس کی کٹی زمانے مین بے غم تمام شب

نظام تخلص نظام شاہ باشندۂ رامپور ریلی +

سبھی دیکھا کیے قطرہ ندیا ایک کو بھی
شمع کی رال ٹپکتی تھی کبھی جام کو دیکھ
رات پیتے رہے ہم اور بت بے پیر شراب
مانگتا تھا کبھی منہ کھول کے گلگیر شراب

ردیف باے فارسی

مسرور تخلص سید محمد علی ولد سید علی طباطبائی نواسہ میر شیر علی افسوس باشندہ کلکتہ شعر عاشقانہ اچھا کہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین اطراف ایران وپنجاب وہندوستان ورنگون وغیرہ بہت سے ملکون کی اور شہرونکی سیر کی ہے —

راہ مین پا کے جو اوس بت سے کہون
کہے منہ پھیر کے اک شوخی سے
میرے گھر بھی تو کبھی آئیے آپ
پہلے منہ اپنا تو بنوائیے آپ

ردیف تاے فوقانی

جرأت تخلص قلندر بخش پیشتر حال انکا تحریر ہو چکا ہے +

شب وصال مین جو کچہ تھے عیش سو وہ کہان
کہ شغل اور تو کیا ہے مگر گپ کرنا
عجب طرح سے گزرتی ہے اب ہماری رات
فغان ونالہ وفریاد وآہ وزاری رات

ولہ

جدا ہوئے ہون جو اوس لب سے لب نہ تا دم صبح
یہ ہاے اتبوہ صحبت نہین ہے خواب مین بھی
یسر ایسی بھی آئی ہے لاکہ باری رات
اسی خیال مین ہم جاگتے ہین ساری رات

ولہ

کہا مینے جو کل اوسکو کہ چل ٹک پاس جرأت کے
تو بولا وہ بت کافر مدا کا نام لو صاحب
دم آخر غنیمت جان اوس بیمار کی صحبت
غضب ہے مین بھلا اور ایسے بد اطوار کی صحبت

ذوق تخلص خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم مرحوم دہلوی شاگرد نصیر دہلوی استاد جنت آرامگاہ بہادر شاہ بادشاہ دہلی جمیع اصناف سخن پر قادر تھے مضامین تازہ وعالی وعاشقانہ خوب باندہتے تھے راقم الحروف کے زعم مین ریختہ گویون مین اس وقت کا

شاعر پیدا نہین ہوا سنہ ۱۲ ہجری مین راہی ملک بقا ہوے دیوان انکا نظر سے گذرا

قطعہ

کل ایک تارک دنیا سے مینے پوچہا ذوقی | کہ تو الگ ہے کے ادہر سے اودہر ہوا پیوست
گذرتی ہوگی یہ آرام زندگی تیری | کہ تجکو اب نہ غم نیست ہے نہ شادی ہست
کہا یہ اوسنے کہ قید حیات مین انسان | کبہی نہوگا دل آسودہ گو ہو مست الست
اوٹہاے ہاتہہ جہان سے ولیک کیا امکان | کہ با فراغ کرے کنج عافیت مین نشست
جیتا جو کوئی گرفتاریون سے دنیا کے | تو سلسلہ مین فقیری کے پہر ہوا پابست
رہا وہ خدمت مرشد کی قید مین برسون | کہ حق پرست ہو وہ پہلے جو ہو پیر پرست
گر ایک عمر مین پہنچا مقام اعلے پر | کہا یہ شوق نے ہو ہمت بلند نہ پست +
جو دستگاہ تصرف مین بہی ہوے اوسکو | تو یہ ارادہ ہوا اور بہی ہون بالا دست
ہمیشہ جنگ رہی بعد صلح کل کی بہی | کہ نفس دشمن سرکش ہے اسکو دیجے شکست
جو ہوشیار ہے تو ہی وہ شرع کا پابند | پہنسا ہوا ہے وہ کیفیتون مین گرہے مست
نہین ہے دام علایق سے مطلق آزادی | مجال کیا کہ نکل جاے کوئی کرکے جست
کہا ہے خوب کسی نے یہ شعر برجستہ | گیا زبان سے نکل اوسکی جیسے تیر از شست
کہ کردہ قطع تعلق کدام شد آزاد | بریدہ زہمہ باخود اگرفتار است

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

طپش مین کیا کہون احوال شب کی صحبت کا | نپوچہ گذری جو کچہ مجہپہ بیقراری رات
کہ مین ادہر تو بلائین لیا کیا اور ادہر | نہین نہین ہی مین اوسنے گزاری ساری رات

ظفر تخلص مرزا ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی خلف محمد اکبر شاہ گورکانی شاگرد نصیر دہلوی و محمد ابراہیم ذوق بعد غدر ۱۸۵۷ء کی رنگون مین تشریف رکہتے ہین اکثر خطوط کو اچہی طرح سے لکہتے ہین شعر نہایت شیرین و نمکین و بامزہ کہتے ہین چار دیوان انکے نظر سے گذرے

ہنسنا اور بولنا ہے عالم حیرت مین کہان | کہلے کسطرح بہلا عاشق دلگیر کی بات

دیکھا ہستی گل قالین کو نہ آنکھون سے کبھی ۔ اور نہ کانون سے سنی بلبل تصویر کی بات

ولہ

جو ایک ڈھنگ پہ ہو بات تو کہا جائے ۔ سمجھ مین آتی نہین شوخ مہ جبین کی بات
اگر زمین کی پوچھون تو آسمان کی سکہے ۔ جو آسمان کی پوچھون کہے زمین کی بات

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور انکا ذکر پیشتر ہو چکا ہے ٭

گیا تھا کیون زن خسرو کی تاک مین فرہاد ۔ کہ سنگ راہ ہوے کوہسار کی صورت
یہ وہ مثل ہے کہ کی اختیار مزدوری ۔ بنی نہ جب کہ کسین روزگار کی صورت

ردیف تاے ہندی

آتش تخلص خواجہ حیدر علی لکہنوی خلف خواجہ علی بخش شاگرد مصحفی اشعار انکے عاشقانہ و پرمضمون بہت خوب ہوتے ہین سواے غزل کے اور کسی صنف سخن پر قادر نہ تہے ۱۲۶۳ہجری مین وفات پائی دو دیوان انکے نظر سے گذرے

کیا عجب جو وہ گیسوی سر ہنگ ۔ لین متاع دل اہتا لوٹ
جانتے ہین کہ فوج جنگی سے ۔ نہین سردار بہیر لیتا لوٹ

انشا تخلص انشاء اللہ خان ذکر انکا پیشتر ہو چکا ہے ٭

وہم سے ہم دونون گرے فرش پہ اس وقت آ ۔ رنگیا اونکا دوپٹہ بہی جہپر کہٹ سے لپٹ
چوٹ کہا کر لگے کہنے کہ اگر ایسا ہے ۔ ہے کالا کہیلنا تجکو تو کسی نٹ سے لپٹ

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی ولد محکم الدولہ طہماسپ بیگ خان تورانی شاگرد شاہ حاتم مرحوم فنون سپاہ گری کو اچہی طرح سے جانتے تہے بہت سے شہرون کی سیر کی تہی کلکتہ مین بہی آئے تہے ریختی کے موجد تہے ریختہ و غزل بہی خوب کہتے تہے ماہ جمادی الثانی ۱۲۵۱ہجری مین اسی برس کی عمر مین انتقال کیا دیوان ریختہ و ریختی و غزل و فرس نامہ و حکایات رنگین و مجالس رنگین اور کئی مثنویان ان سے یادگار رہین صاحب تذکرہ گلستان سخن نے جو انشاء اللہ خان کو ریختی کا موجد قیاس

قطعہ منتخب

کیا ہے خطا کی ہے کیونکہ خود انشاء اللہ خان نے نسخہ دریاے لطافت مین لکھا ہے کہ اونہون نے اس زبان کو سعادت یار خان رنگین سے اخذ کیا ہے دیوان اور فرسنامہ اور مجالس رنگین اور مثنوی اونکی نظر سے گذری .

ریختی

ستسکو لپٹی جو مین زنانی سے / منہ پہ آنچل کی اوس سے کر کر اوٹ
چین با بر و ہو یون کہا رنگین / ہے چمٹنا ترا مری سر چوٹ

ردیف ثاے مثلثہ

محرور تخلص خواجہ نبی بخش کشمیری کلکتہ مین بشغل تجارت رہتے ہین شعر اچہا کہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین

قطعہ

بیفائدہ ہین گریہ وزاری فراق مین / محرور ہین یہ نالہ و شور و فغان عبث
اوس سنگ دل پہ خاک بہی کرتے نہین اثر / رو رو کے دے رہا ہے تو کیون اپنی جان عبث

ردیف جیم عربی

تجلی تخلص میر حسن عرف میر حاجی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

کیون مکدر ہو تم تجلی سے / ہم نہین جانتے کہ کیا ہے آج
ہو گئی کیا نا موافقت اوس سے / کہ مزاج آپ کا خفا ہے آج

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

اے بیخبر جو تجھے لینی ضرور ہے / شاید ترا مریض ہوا ہی تمام آج
گزرا جو مین اودہر سے تو بس کیا کہون کہ لوگ / کیا کیا بیان کرتے تھے لیکے نام آج

ولہ

گالیان تو ہین محبت کی عبارت پیارے / کب مین کہتا ہون کہ لکھکر مجھے دشنام نہ بھیج

پر یہ ڈر کا ہے کہ جاوے نہ کہین خط پکڑا ۔ گر کہے نامہ یہ تحریر مرا نام نہ بہیج

قطعہ منتخب

وله

کل تہے وہ ربط ہم سے وہ نظرین تہین پیار کی ۔ ہر لحظہ تیری جانب ور کیون نظر ہے آج
حیران ہون مین یہ بات ہے کیا مجکو تو بتا ۔ دہڑکا لگا ہے کیا یہ تجہے کسکا ڈر ہے آج

رند تخلص سید محمد خان ولد نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری باشندہ فیض آباد مقیم لکہنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش شعر صاف و عاشقانہ خوب کہتے تہے کلیات انکا نظر سے گذرا

گور تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے ۔ دست و پا کانپتے ہین پرسش اعمال ہے آج
آمد آمد ہے نکیرین کی ہوتا ہے عذاب ۔ روح تہراتی ہے وحشت سے عجب حال ہے آج
مین تڑپتا ہون لرزتی ہے زمین کہتی ہے خلق ۔ زلزلہ آیا زمین ہلتی ہے بہونچال ہے آج

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پہلے لکہا گیا ہے +

اک بوسہ پہلے دیجیے پہر قتل کیجیے ۔ مملو ہے آرزو سے ہی مجہ زار کا مزاج
یعنی دریغ رکہتے نہین اوس وقت تک ۔ جب خنجر پہ کہ ہووے گنہگار کا مزاج

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو ولد شاہ غریب اللہ سجادہ نشین شاہ صدر جہان علیہ الرحمۃ شاگرد میر محمدی مائل آخر عمر مین حسب طلب دیوان چندولال حیدر آباد دکہن کو گئے وہان ۱۲۵۵ھ مین وفات پائی مضامین عالی و تازہ خوب باندہتے تہے سنگلاخ اور مشکل زمینون مین ان سے بہتر لکہنے والا پیدا ہوا نہین دیوان انکا نظر سے گذرا

پوچہا جو مینے اپنے مسیحای وقت سے ۔ کچہ بہی ہے یعنی درد دل زار کا علاج
بولا نہ درد دل نہ تپ عشق ہے تجہے ۔ بیمار ہو تو کیجیے بیمار کا علاج
ہان ایک وہم ہے سو نہین آجتک ہوا ۔ لقمان سے بہی وہم کے آزار کا علاج

ردیف جیم فارسے

جرأت تخلص میان یحیی امان قلندر بخش حال انکا آگے لکہا گیا ہے +

قطعہ منتخب

دونون طرف سے گرچہ طبیعت کا تھا لگاو — صحبت ہوئی یہ ایسی ہی اک انجمن کے بیچ
جو کچھ نہ کہنے پاے کہ مجلس ہوئی تمام — وہان جنکی جی مین رہ گئی یہان من کی من کے بیچ

ولہ

کس کس طرح سے ذلت و خواری اوٹھا کے رات — جرأت گئے تھے یار کے ہم انجمن کے بیچ
تھا یہ خیال گر متوجہ ہو وہ ذرا — تو درد دل سنائیے شعر و سخن کے بیچ
پر کیا کہین کہ مصرع سودا ہے حسب حال — ایسی کی اک نگہ کہ رہی من کی من کے بیچ

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے ÷

ہے عرصہ یک شب کے برابر یہ جو دنیا — بعد اوسکے تو آخر ہے ضعیفی مین ولا کوچ
بس گلشن آفاق مسافر کی سرا ہے — جون غنچہ رہے راتکو اور صبح کیا کوچ

ردیف حاے حطی

جرأت تخلص شیخ یحییٰ امان قلندر بخش پہلے انکا ذکر ہو چکا ہے ÷

وہ دن گیے کہ روٹھتے تھے ہم تو سب سے تم — منت سے کہتے تھے کہ منا و کسی طرح
برسون مین اب جو آئے تو کہتی کسی سے ہو — یہان سے انہین تو ٹال بتا و کسیطرح

ردیف خاے معجمہ

جانصاحب تخلص میر یار علی لکھنوی ولد میر امن شاگرد نواب عاشور علی خان تختی اپنے طرز پر بہت خوب کہتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

کہتی ہے میری صبح کنور بہتی شام پر — ہوتا شفق کا رنگ ہے جب آشکار سرخ
اس کل سوئی نے مانگ مین سیندور بہی بہر — کرتی ہے یہ کنوار بہی اپنا سنگار سرخ

ردیف دال مہملہ

رنگین تخلص سعادت یار خان دہلوی حال انکا پہلے تحریر ہو چکا ہے ÷

جب اوس سے کہا کہ مجکو تم سے ۔ ملنے کا ہے اشتیاق بیحد
یکبار وہ کہل کہلا کے رنگین ۔ بولے کہ چہ خوش چرا نباشد

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکھنوی حال انکا پیشتر تحریر ہوا ہے +

خیال قدین ہے قد قامت الصلواۃ فغان ۔ غشی نماز ہے تکبیر عاشقان فریاد
رکوع الفت ابروین ہے خم قامت ۔ سجود ہے کا ٹپکنا ہے اور اذان فریاد

ردیف دال ہندی

نور تخلص منشی صمصام حیدر ولد منشی حسن علی برادر عمزاد منشی اسد اللہ سخور باشندہ ہوگلی مقیم ٹالی گنج کلکتہ آغاز جوانی مین انتقال کیا انکی طبیعت کو شعر گوئی سے نہایت مناسبت تہی کلام اپنا راقم الحروف کو دکہلاتی تہی +

قاتل عاشق جو ہے تیغ نگاہ ۔ آنکہو ہے چشم فتان پر گہمنڈ
کیون نہو زیبا ہے اسے تیغ تیز زن ۔ تیغ زن کو تیغ بران پر گہمنڈ

ردیف ذال معجمہ

آصف تخلص نواب آصف الدولہ بہادر حال انکا بیان ہو چکا ہے +

خط جو آیا تو ہوا شوق سے آصف کا یہ حال ۔ رشک کے مارے کسیکو نہ دکہایا کاغذ
یہان تلک بیخود ہمین آنکہونپہ لے لیکے ملا ۔ بن پڑے ہے آنسوونسے رو رو بہایا کاغذ

ولہ

کاغذ باد کے مانند اوڑا دلگیونمین ۔ یون ہی برباد کیا یہان سے گیا جو کاغذ
قاصدا انکی زبانی بہی یہی رو رو کر ۔ کہیو اوس شوخ سے جسوقت دیے دو کاغذ
پہینکدینا کہ جلا دینا کہ دہو ڈالنا پر ۔ اوسکے احوال کا ایک مرتبہ سنلو کاغذ

ولہ

خون دل سے لکہا ہے عاشق نے ۔ باندہ اے شوخ خط تعویذ

فائدہ ہوگا حسن جہیکے گا	نکرے گا یہ کچہ ضرر تعویذ

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان انکا حال پیشتر تحریر ہوچکا ہے ٭

گرچہ سیانون نے پڑہ افسون بہت اتوار کر	خون ہہ ہہ سے مرے واسطے لکھا تعویذ
جی بلا اپنا سا پہونکا کئی لونگ اور سپند	مشک سیندور اگر مرچ فلیتا تعویذ
جس پری کا مجہے سایہ تہا نہ اوترا ہرگز	کام آیا نہ کسی شخص کا گنڈا تعویذ
حاضرات اب نکرو اب نہ پڑہو سورۂ جن	دوستو چپ رہو جانے بہی دو کسکا تعویذ
سنیچ جی چہو تو یہان چڑہے نہ کہولا کیجے	آب نیسان مین لے کور اسکو ر التعویذ
خیر انشا کی جو چاہو تو بلا دود ہو کر	اوسکے بازو کا وہ ننہا سا روپہلا تعویذ

حسن تخلص سید غلام حسن دہلوی مقیم لکہنو ولد میر غلام حسین ضاحک وطن انکا ہرات مولد و جای تربیت دہلی میر ضیاء الدین ضیا سے کسب سخن کرتے تہے شروع جوانی مین فیض آباد مین جاکر نواب سردار جنگ ولد نواب سالار جنگ کے رفیقون مین داخل ہوئے تہے شعر پر مزہ و شور انگیز خوب کہتے تہے مثنوی سحر البیان معروف بہ مثنوی بدر منیر لاجواب کہی ہے سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین وفات پائی شاعر شیرین زبان انکی وفات کی تاریخ ہے کلیات انکا نظر سے گذرا ان سے ایک تذکرہ بہی یادگار ہے ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

در و دیوار پہ گو چہین حسن نے اوسکے	اپنے احوال کا لکہ لکہ کے لگایا کاغذ
تو بہی اوسنے نہ نظر کی نہ ادہر دیکہا تک	نہ کہڑی ہوکے کسی سے وہ پڑہایا کاغذ
کس توقع پہ بہلا اب کوئی لکہے نامہ	وہان برابر ہے لکہا یا نہ لکہا یا کاغذ

ردیف راے مہملہ

احسن تخلص مرزا احسن علی حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے ٭

اغیار نے شہرت یہ عبث دی ہے کہ احسن	ہے دل سے فدا جان سے قربان ہے اوپر
یارب یہ خبر یار تلک کاش نہ پہنچے	یہ تہمت محض اور سیہ بہتان ہے اوسپر

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان حال انکا بیان ہوچکا ہے ٭

چھوڑتے ہین اب کوئی دو چار بوسہ بن لیے ۔۔۔ ٹھٹکیان سے گالیون کی خواہ تو بوچھار کر
ہم نہین ڈرنیکے ان باتون سے پیارے شوق سے ۔۔۔ اور غل کر اور چلا اور تو بہ دھاڑ کر

ولہ

گل سے زیادہ نازک جو دلبران رعنا ۔۔۔ ہین سکلی ہین شبنم کے پیرہن کے اندر
ہے مجکو یہ تعجب سونگے یا دن بہیلا ۔۔۔ یہ رنگ گورے گورے کیونکر کفن کے اندر

اوباش تخلص شیخ امیر الزمان پیرزادہ لکھنو مصحفی سے کسب سخن کرتے تھے +

فقیرانہ جو کل جا نکلے ہم اوس بت کے کوچے مین ۔۔۔ لگا یا ہنسنے تہا وہان اور ہی یک تا کیر بستر
وہ شاہ گلرخان آ ہمسے حسن خلق سے بولا ۔۔۔ ہمارے گھر مین چلکر کیجیے جای پاک پہ بستر
کہا ہمنے میا نصاحب فقیرون کو برابر ہے ۔۔۔ سر یہ عرش پر بسرام ہو یا خاک پر بستر

جانصاحب تخلص میر یار علی ریختی گو حال انکا بیشتر بیان ہو چکا ہے +

جنتجر مین باجی ایک مسلمان تہا کہا ۔۔۔ یہ چال اوسکی گھڑی کی نظر آئی زور پر
دلوایا شب برات مین مردونکا فاتحہ ۔۔۔ لوٹے گھڑے یہ بدہنی پہ مٹکے ٹھہور پر

جرات تخلص شیخ قلندر بخش ان کے حال کا بیان ہو چکا ہے +

خدا کیو اسطے کہدیجیو مینا میر اتنا ۔۔۔ بکار ام کرو گھر مین کسیکو با سیر اکر
نکلوایا گیا ہے جو تمہارے گھر سے وہ مضطر ۔۔۔ پس دیوار رہتا ہے کھڑا دو دو پہر اکر

ولہ

گھبرانے سے تمہارے یہ ظاہر ہے اب کہ آپ ۔۔۔ بیٹھے تو میرے پاس ہین پہ ملے مہربان پر
جانا کہین ہے اور ہی تقصیر ہو معاف ۔۔۔ جو دل مین ہے تمہاری سو اپنی زبان پر

ولہ

تغیر رنگ رو ہے خبر ہانی ہے آستین ۔۔۔ ہے دو شمشیر تیرا ہو ادہان ادہر اودہر
جلوہ تجہے کس آئنہ رو کا نظر پڑا ۔۔۔ جرات جو دیکھتا ہے تو حیران ادہر اودہر

ولہ

ہمین کی کسکو خبر ہے زبسکہ حیران ہون ۔۔۔ نپوچھ مجھسے تو اپنی ہمنشین ہانکی خبر

برنگ بلبل تصویر کیا کہون تجہسے
نہ مجکو اپنی خبر ہے نہ گلستانکی خبر

ولہ

یک آہ دل سے کہینچکے رہ جاتے ہین ہم آہ
دلکو مسوس سینے پہ ہاتھ اپنے مار کر

کہنا کسیکا یاد جب آتا ہے یہ ہمین
اتنا نہ بہیج بہیج کے تو مجکو پیار کر

ولہ

ازل سے ہے یہ فلک آہ تفرقہ پرداز
رہون نکیونکہ مین اوس اپنے دلستان سے دور

بٹہائے عاشق و معشوق کو جو ایک جگہ
یقین کیجیو تم ہی یہ آسمان سے دور

ولہ

یہ زیر زمین سے سنا شور ہم نے
قدم زور سے ٹک جو مارا زمین پر

کہ غافل نہین خوب چال چلنا
کبہی اپنا بہی تہا گزارا زمین پر

ولہ

سرگوشی یہ بوجہ نہین میری طرف سے
شاید کہ رقیب اب اوسے سمجہاے ہی کچہ اور

کل تک تہا بہم ربط تسلی کی تہین باتین
پر آج مرے حق مین وہ فرماے ہے کچہ اور

ولہ

ہوئی تہی سبہ دہنگیر غیرت آنکر شبکو
گلے سے اوسکی اوٹہہ آیا تہا رنجکی قسم کہاکر

ولی رہن لگا تہون اتسین آنکہون مین کاٹی
سحر ہوتے ہی پہر لی راہ اوس کو چیکی گہبراکر

حسن تخلص خواجہ حسن مرحوم انکے حال کا بیان ہو چکا ہے

آیا وہ دیکہنے کو ہمارے دم اخیر
آخر کی اک نظر پڑی اوس نازنین پر

ہم سمجہے یہ کہ اپنا اور اوسکا ازل سے تہا
موقوف تہا ملاپ دم واپسین پر

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی ان کے حال کا بیان ہو چکا ہے

پاکے تنہا جو کل دوگانا کو
سینے چہاتی ملی جہپٹ کے بزور

چونکتی ہی وہ بولی سسکی بہر
اوہی مین مرگئی موئی درگور

ولہ

جب کہا مینے کہ میرے گھر ملو — تب مری گوئیان نے اے رنگین پکار
گالیہ اونگلی کو رکھکر یون کہا — مین ترے گھر جاؤنگی اے دور پار

سودا تخلص مرزا محمد رفیع انکے حال کا بیان ہوچکا ہے +

عقل نے اکدن آکر یہ کہا سودا سے — پاس یا ہے رہا کیجیے یا ہمسے دور
لیکن اتنا ہی کہ وہ کام نکیجو پیارے — جسکا ثمرہ رکھے تمکو دل عالم سے دور

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل انکے حال کا بیان ہوچکا ہے +

کسی نے رات کو پوچھا جو اوس سے محفل مین — اجی طپش کو کیا تمنے کس سبب سے دور
تو مسکرا کے لگا کہنے تم نہین واقف — کچھ اک وہ باتین لگا کرنے تھا ادب سے دور

مصحفی تخلص غلام ہمدانی انکے حال کا بیان ہوچکا ہے +

یک کاسہ سر نے یہ کہا راہ مین مجھکو — ناگہ جو نظر میری پڑی اوسکی جبین پر
اے مصحفی ٹک دیکھہ تو قسمت کا لکھا ہاے — اب تک بھی مین رلتا ہوا پھرتا ہون زمین پر

ولہ

دوست مصحفی خستہ کا کیا کیجے علاج — غم خوبان سے ہوا ہے یہ بیچارہ اختہ
سوچ کر بہر خدا تم بھی تو کچھ بتلاو — کار افتادہ ہا این کار شمار اختہ

مومن تخلص حکیم مومن خان مرحوم انکے حال کا بیان ہوچکا ہے +

سب ستم ہاے نہان نظر و نہین تھے ناصح پوچھ — کیا کہون مین غش ہوا کیا سو چکر کیا دیکھکر
جو نقاب اوٹھے مرے آنکھونپہ پردا پڑ گیا — کچھ نہ سوجھا عالم اوس پردہ نشین کا دیکھکر

میر تخلص میر محمد تقی انکے حال کا بیان ہوچکا ہے +

آ زیارت کو قبر عاشق پر — اک طرحکا ہے یہان بھی جوش بہار
نکلے ہے میرے خاک سے نرگس — یعنے اب تک ہے حسرت دیدار

نساخ تخلص جامع اوراق +

قاصد اتجھپہ سے قربان جان و دل یہ کیا کہا — جلد چلیے کر رہے ہین وہ تمہارا انتظار

ہم نہ مانین گے نہ مانین گے کبھی — یہ غلط کہتا ہے تو اونکو ہمارا انتظار

ردیف رائے ہندی

انشا تخلص انشا اللہ خان ان کے حال کا بیان ہو چکا ہے +

انشا جو ہولی ہووے سو ہو دل کہے ہے یون — تا چند ضبط آہ تو اوس دلربا کو چھیڑ
لیجا کے چپکے چپکے دوشالہ کے نیچے ہاتھ — ناخن گڑو کے چٹکی لے انگشت پا کو چھیڑ

ردیف زائے معجمہ

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

تب سے ہم خانہ نشین اوسکی گلی مین ہین آہ — گھر سے در تک بھی نہ آتا تھا وہ دلخواہ ہنوز
اس ندامت پہ نظر کیجیو تس پر وہ شوخ — آشنا ہمکو سمجھتا نہین واللہ ہنوز

ردیف سین مہملہ

آصف تخلص نواب آصف الدولہ بہادر حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

ملاپ کے تو یہ اطوار ہی نہین پیارے — ہر ایک بات کا الٹا کرے جواب و برس
کہو ہو اپنی ہر اک اولٹی بات کو سیدہی — ہماری سیدہی کو سمجھو اور سنو عکس
خدا ہمارا ہمین ہمسے چاہیے سیدہا — تمہارے جیمین جہانتک کہ ہو کرو تکبر

ولہ

موا ہے تیرے لیے تیرا عاشق غم کش — ذرا تو فاتحہ پڑہ چلکے تا کجا وسواس
وہ قبر سے نہ نکل آئیگا مرا ذمہ — ٹک اوسکی روح تو خوش ہو نہ دل میں لا وسواس

انشا تخلص میر انشا اللہ خان انکا حال پیشتر لکھا گیا ہے +

مین جو شب اونسے راہ مین لپٹا — ہیم حاکم رہا نہ خوف عسس +
ہاتھا پائی ہوئی کچھ ایسی کہ پھر — اونکی اونگلی کی چھڑ گئی جھٹ نس

لگے کہنے کہ میرے دامن کو ۔۔۔ نہین ابتک گیا کسینے مس +
مفت مل جاینگا پری بہی سرک ۔۔۔ ارے مین اگ اور توہی خس
جبکہ دیکہا کہ چہوڑتا ہی نہین ۔۔۔ تب توٹہرے کہ دینگے بوسے دس
گن سکے سو لیلی گیا رہوان نہ سہے ۔۔۔ مجہے پیچہے کرے جو اور ہوس
ایک دو تین چار پانچ چہ سات ۔۔۔ اٹہہ نو دنس ہوے بس نت بس

تراب تخلص شاہ تراب علی مرحوم حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے +

بس کر ستم اے بندہ خدا سے تو ذرا ڈر ۔۔۔ یہ حرف کہے کون ستمگار سے افسوس
بس اوسنے یہ آئین نکالی ہے نرالی ۔۔۔ غم کہنے نیاوے کوئی غمخوار سے افسوس

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے +

یادمین اوسکے بہرکے تہنڈہی سانس ۔۔۔ یہی کہتی ہون کرکے مین افسوس
دیکہیے کب خدا ملاے گا ۔۔۔ ابکی رنگین گئی ہین کالی کوس

زیرک تخلص مولوی حافظ قلندر بخش باشندہ پانی پت شاگرد منشی کرامت علی مرحوم شہید سے

ہے اوسکے بینی کے پہلو مین یہ جو نقطۂ خال ۔۔۔ یہ ہے اشارہ کہ قتال عاشقان ہین دس
اداو ناز و کرشمہ جفا و غمزہ و آن ۔۔۔ نگاہ و چشمک و عشوہ سخن عیان ہین دس

ردیف شین معجمہ

آصف تخلص آصف الدولہ بہادر حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے +

گرچاہون زبانی کہون کچہ حال دل اوس سے ۔۔۔ کرتا ہون اوسے دیکہکے تقریر فراموش
حیرت زدۂ عشق ہون ہر طور ہے مشکل + ۔۔۔ لکہون تو کرون سو جگہ تحریر فراموش

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

کل جو مینے کہا زناخی سے ۔۔۔ جیمین آتا ہے تجہسے کیجے عیش
تو لگے کہنے یون وہ اے رنگین ۔۔۔ بس بس اب مجکو مت دلا تو طیش

ردیف صاد مہملہ

احسن تخلص مرزا احسن علی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

کہا جو اوس سے نہین جانتا تو احسن کو ۔۔۔ تو بولا کب تمہارے اوسکے درمیان اخلاص
مجھے تو اوس سے تمہا پیشتر تعارف بہی ۔۔۔ ولے ہوا ہے کئی دن سے اوس سے ہان اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

مخمور تخلص مولوی واحد علی مرحوم خلف مولوی عبد العلی نامی رئیس شہر ڈہاکہ اشعار اردو فارسی خوب کہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین

قطعہ

ہے مونث وہ جسے ہوتی ہے دنیا کی طلب ۔۔۔ اور مخنث وہ ہے جو رکھتا ہے عقبے سے غرض
ترک کر مخمور دنیا کو اوٹھا عقبے سے ہاتھ ۔۔۔ تو اگر ہے مرد تو رکھ اپنے مولا سے غرض

ردیف طاے مہملہ

حسن تخلص سید غلام حسن دہلوی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

پوچھا جو مین حسن سے کہ آیا ہے تیرا یار ۔۔۔ افواہ یون اوڑی ہے یہ سچ ہے دیا غلط
ہنسکر کہا تب اوسنے کہ ایسے کہان نصیب ۔۔۔ باندہا ہے مجہپہ یارون نے یہ تو تیا غلط
وہ یار جنکی چہل ہے اکثر مزاج مین ۔۔۔ ہنسنے کے واسطے انہون نے کہدیا غلط

حیدر تخلص منشی مصطفے حیدر حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

کیا ہمسے تم چھپاتے ہو ہم جانتے ہین سب ۔۔۔ ہر روز آتے جاتے ہین جو جابجا کے خط
مکتوب سب کا نام و نشان تک بتا دین ہم ۔۔۔ کل کسکا تم وہ پڑہتے تہے ہمسے چھپا کے خط

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

ابہی نہ وصل مین مصروف بوسہ ہو اے دل ۔۔۔ زیادہ کرنہ لب یار شکرین سے ربط

قطعہ منتخب

کہ ایک دن تجھے جھینپی ہے تنگے ہجران ۔ بھلا نہین ہے جو ہو جاے اُنکبین سے ربط

مصحفی تخلص غلام ہمدانی حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

شکوہ کیونکر نکرون آپ کا اے مشفق من ۔ آگیا تھا جو اک دن مرے اغیار کا خط
لیکے قاصد سے بہت شاد ہوا مین جی مین ۔ یہ سمجھکر مجھے آیا ہے مرے یار کا خط
کھول کر اوسکو جو دیکھا تو ہر اک سطر کے بیچ ۔ تھا مرے قتل کا مضمون کہ تلوار کا خط
آپ کو اسکا جو باور نہو تو دکھلا دون ۔ اب تلک کیسے مین موجود ہے سرکار کا خط

ردیف ظاے معجمہ

منخور تخلص منشی اسد اللہ عرف علی جان حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

بھلا زبان وہ دے کیونکہ وصل کی منخور ۔ بیان مین آنہین سکتا ہے دلربا کا لحاظ
نگہ بھی وہ جو کرے تو قرہ کی چلمن سے ۔ ہے چشم شوخ مین اوس شوخ کی بلا کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

آصف تخلص آصف الدولہ بہادر حال انکا پیشتر لکھا گیا ہے +

جب مرنے لگے بلبل شوریدہ قفس مین ۔ آصف یہی کہتے تھے یہ تکرار دم نزع
صیاد تجھے بخش دیا خون مین اپنا ۔ ٹک جا کے دکھا لا مجھے گلزار دم نزع

ولہ

کل ہنسکے بولا نالۂ بلبل یہ یون پتنگ ۔ کم ظرف دیکھہ ہم بھی تو آخر ہین زار شمع
رو رو کے یہ جواب دیا عندلیب نے ۔ انصاف دلمین کیجیو اے دلفگار شمع
ہے شمع کے بھی دلمین محبت پتنگ کی ۔ گر ہے پتنگ سوختہ جان بیقرار شمع
پروانہ کو جلا کے ہوئی شمع بھی تمام ۔ جینا بغیر یار کے ہے ننگ و عار شمع
فریاد و آہ و نالہ بھلا کس لیے کرے ۔ جیتے موئے پتنگ رہا جسکا ار شمع
گل مہربان سنا ہے کبھی عندلیب پہ ۔ تو شکر کر کہ مہر و وفا ہے شعار شمع

قطعہ منتخب

مین آہ و نالہ نہ کہینچون تو کیا کرون ... جلتے ہین غم سے میری رگین مثل تار شمع

ردیف غین معجمہ

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے ؁

مین کیا کرون جو بہولے ہین گل خوب انکی سال ... ای ہمصفیر تجہسے نہ کہ ماجرائے باغ
ہے عنقریب دیدۂ خونبار یہ مرا ... دیوار و در قفس کا ابہی کر دکہائے باغ

ردیف ف

تراب تخلص حضرت شاہ تراب علی مرحوم حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے ؁

چمن مین جب مین اوس گلفام کو تم ... لیا جون بادسر مر بے تکلف
کہا یاری تجہے میری بدولت ... ہوئی جنت میسر بے تکلف

ردیف قاف

تجلی تخلص میر حسن عرف میر حاجی حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ؁

گیے تہے قبر تجلی پہ کل زیارت کو ... کہ تہا شہید جفا ہا کربلائے فراق
عجب کہ ہمنے تو مانگی مراد وصل اوسجا ... درون سے صوت حزین نکلی اک کہ ہائے فراق

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ؁

اوڑ گیا ہے رنگ زرو کا ہو رہی ہین خشک لب ... تیرے چہرے سے نمایان اب یہ ہین آثار عشق
چشم تر تیری کہی دیتی ہے درد دل ترا ... کیا ہوا اسنہ سے جو تو کرتا نہین اقرار عشق
ہمسے بے حاصل چہپایا ہم بہی ہین اہل درد ہے ... کیون نہین کرتا ہے جرأت ہمسے تو اظہار عشق

طپش تخلص مرزا جان حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے ؁

طپش سے کہتے تہے وہ شکوا اختلاط کے وقت ... لگا جو گرمی سے آتے ہی ایک بار عرق
خدا کے واسطے بس چہوڑ دے کہین مجکہ ... بدن پہ دیکہ مرے کیا ہے بیشمار عرق

تعمیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے +

لیلی نے جب مرقع عالم کی سیر کی — دیکھا ہے ایک عالم دلگیر کا ورق
پہچانکر لگا لیا چہاتی سے اوسنے پہر — مجنون پا بسلسلۂ زنجیر کا ورق

ردیف کاف عربی

حسرت تخلص مرزا جعفر علی ولد ابو الخیر دہلوی مقیم لکہنؤ آبا و اجداد انکے عطار تہے کچہ دنون یہ بہی اوسی شغل مین مشغول رہے بعد ازان مرزا جہاندار شاہ ولد شاہ عالم بادشاہ کی رفاقت اختیار کی تہی آخر ایام مین ترک دنیا کرکے گوشہ نشین ہوے تہے کسب سخن سر پسنگہ دیوانہ سے کیا تہا اشعار انکے نہایت خوب و مرغوب ہوتے ہین سنہ ہجری مین وفات پائی دیوان انکا نظر سے گذرا

حسرت ہزار رنگ سے بولا مین جہوٹ سچ — لیکن کہ نوبت آئی سخن کی قسم تلک
لیکن سمجہ کے بات کو اوسنے اوڑا دیا — پہنچانے ورنہ ہاتہ ہم اوسکے قدم تلک

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم حال انکا تحریر ہو چکا ہے +

تونے دکہلا کے جو رنگین مجہے کل — لب کا بوسہ نہ دیا جانی ایک
مینے اس سر کی قسم ہے اپنا — کیا رو رو کے لہو پانی ایک

صبا تخلص میر وزیر علی لکہنوی حال انکا پیشتر لکہا گیا ہے +

تا کجا غم مرے مرنے کا کرا ے یار بنا دو — حال ہشاطہ رہی مضطر بانہ کب تک
چشم آئینہ رہی دور سے کب تک نگران — وانت زلفونپہ لگائی رہی شانہ کب تک

گستاخ تخلص جامع اوراق +

دیکہون اوس جنگجو سے کب ہو صلح — اور زبان سے ترے زبان کبتک
دل چہکے سینہ اوسکے سینہ سے — سینے مین دل رہے تپان کبتک

ولہ

کب بہلاتے ہین دیکہون یاد مری — نزع مین دل خراشیان کب تک

جان کبتک نکلتی ہے نت آخ　　آتی ہیم ہین ہچکیان کبتک

ردیف کاف فارسے

جرأت تخلص قلندر بخش حال انکا بیشتر لکھا گیا ہے +

طلعت کو تری دیکھکے کہتے ہین یہ خوبان　　ایسا تو کہین ہمنے نہ دیکھا نہ سنا رنگ
گو اوسبہی گلدستے ہین مرقع مین جہان کے　　لیکن تری صورت کا سبہون سے ہے جدا رنگ
جو رنگ ادا کہت ہے سو نقاش ازل نے　　حق یون ہے وہ تصویر مین تیری ہے بہرا رنگ

رفعت تخلص مولوی غلام جیلانی مرحوم باشندہ رامپور شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق حافظہ ایسا درست رکھتے تھے کہ تمام قصیدہ یکبار سنکے اول سے آخر تک یاد کرلیتے تھے بعضے صاحب تذکرہ نے انکو باشندہ پیلی بہیت لکھا ہے

تمہارا حلم ہے روکے جو یا علی تو رکے　　نہ ذوالفقار کی یا شاہ سرزنش ہے تنگ
جو فرق دشمن دین پر مثال برق گری　　سوار و زین سے گذر آخری برش ہے تنگ

ردیف لام

احسن تخلص مرزا احسن علی حال انکا بیشتر رقم ہوچکا ہے +

پاس میرے کوئی آدمی نہ جائے　　مین پڑا رہتا ہون ڈر اوس سے نڈہال
ہان مگر دو چار بیٹھے ہین انیس　　درد و اندوہ و غم و رنج و ملال +

تنہا تخلص محمد عیسے شاگرد غلام ہمدانی مصحفی مولد انکا دہلی جای تربیت و مسکن لکھنؤ شعر اچھا کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

خار بننے سے کیا حاصل ہے تنہا　　نہین گنے مین گو تیری تر ادل
کسیکا غمزہ یاد آیا ہے سن رکھ　　تنہا دل اوس سے برا ہے یا بہلا دل
دلبست این جنگ نتوان کرد با دل　　شود با ہر کہ خواہد آشنا دل

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش حال انکا بیشتر رقم ہوچکا ہے

قطعہ منتخب

جیمین ٹہری ہے یہی بات کہ جاونگا جنازا ۔ بیٹھینگے نامۂ اعمال سب اے یار نکال
آکے اوسوقت ترے سامنے رکہدونگا مین ۔ چاک کر سینے کو اپنا دل افگار نکال

ولہ

اس قدر کیون دل دیوانہ تو نے وحشت ہے ۔ مدت سے وحشت ہی کی کچہ بات تو ہو یار نکال
چہوڑ اس ضبط کو گہٹ گہٹ کے ندی جان اپنی ۔ نکل اے قید سے زنجیر کی جہنکار نکال

حسن تخلص میر غلام حسن حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے ✤

مدت سے ڈہونڈہتا تہا دل گم شدہ کو مین ۔ ناگاہ اوسکی گلی مین ملا ایکبار دل
پوچہا جو اوس سے مینے کہ کیا ہوا تجہے ۔ تو تو بہت شفیق تہا اے غمگسار دل
تجہکو نہ تہی امید کہ ہووے گا یون مجہے ۔ ایسا گیا کہ تہا بہی نہ یہان زینہار دل
کہنے لگا یہ حسن سے تجہسے کیا کہون ۔ ہوتا ہے سبکا عشق مین بے اختیار دل

حیدر تخلص منشی مصطفے حیدر حال انکا پیشتر تحریر ہو چکا ہے ✤

ہملمین کبہی نہ پوچہی عاشق کے حال پر ۔ کس چیز کی ہوس نہ خدا جانے پائے دل
ہیچ پوچہتے تو نالون سے وہ بہی سمجہتے ۔ سینے مین انکے ہوتے جو تہر تجائے دل

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم دہلوی حال انکا پیشتر رقم ہو چکا ہے ✤

جنکو اسوقت مین اسلام کا دعوا ہے کمال ۔ دیکہتا ہون یہ اب اے ذوق مین انکا احوال
جسطرح سے کہ نبہا دینے کو ہندیون کے ۔ نقل کرتا ہو مسلمان کی کافر تال

رفت تخلص مرزا قاسم علی وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی لکہنؤ مین جاکر قلندر بخش جرات کی شاگردی اختیار کی تہی شعر اچہا کہتے تہے صاحب دیوان گذرے

یہی کل شب تہی آئی میرے دلمین ہائے رفت ۔ کدہر آون نہین تجہسے کیا ہے آہ ملکر دل
گیا جو کوچۂ دلبر مین وہان اور ہی تماشا تہا ۔ پڑے تہے سیکڑون اوسجا پہ خاک و خون مین دلبر دل
لگا کرنے تجسس مین تو دیکہا ایک گوشے مین ۔ پڑا ہے گا بسبب غربت مرا بہی زار و مضطر دل
لگا حسرت سے مجکو دیکہنے وہ اور مین اوسکو ۔ دل مین گریہ بر مین گرد و مین ہم گریہ ہا بر دل

قوس تخلص مرزا محبوب علی ولد مرزا جابون بخت ابن مرزا زین العابدین شاگرد